

مقالہ نمبر ۱۳

ایک غیر مقلد کی توبہ

ایک حنفی اور غیر مقلد کے مابین: ٹیپ علمی مباحثہ

Difa e Ahnaf Library
App

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

الحمد لله رب العالمين، والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين
وعلى له واصحابه اجمعين.

یہ ایک حقیقت ہے کہ ملت مسلمہ ان دنوں مختلف مسائل میں گھری ہوئی ہے
انہوں میں سے ہے کہ ملت کے بعض افروزی اکثر مسائل پیدا کرتے ہیں اور پوری ملت انہیں
جھٹکتے ہوئے رہ جاتی ہے۔

مختلف مسلمہ پر علی لا کے مسئلے پر حمید و مولائی اور اسی ذاتیت کے لوگوں نے مسلم ستہ
شہد حکم متنازعہ ای قناتش کے افرو نے حکومت ہند اور ہند کو مسلم پر علی لا کے
بارے میں یہ بیان کیا، انہیں نے بھی فضا کو خوب گرم کیا اس کے دفاع میں ملت
مسلمہ نے مسلمہ پر علی لا اور ذاتی تشکیل کی کامیاب کھیل کے لوگوں نے ایک قوا بدو کر کہا کہ:
”اسلامی قوانین خالق کائنات کے وضع کردہ ہیں

ان میں کسی قسم کی ترمیم، تہذیب ممکن نہیں ہے۔“

اس آواز کی بریت اور ترجیح سے حکومت مرعوب ہوئی اور اسے بالکل عرصے کے لئے
نی ہی مسلمہ پر علی لا میں تبدیلی کا سر لا پائندہ کر دیا۔

شیطان کو یہ خاموشی پسند نہ آئی اس نے یہ دین لوگوں سے نہیں بکھو دینا نہیں
تے، یہی ہی مسلمہ پر علی لا میں ترمیم کی آواز اٹھانے کا منصوبہ بنایا اور ہندوستان میں
آپا ایک نہایت ہی عظیم گروہ نے عمل بالحدیث کا غرو بلند کرتے ہوئے اس کا کام آسان
کر دیا، انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ ”ایک نشست میں دی گئی تین ٹھاقوں کو ایک
قرار دیا جائے۔“

افسوس! کہ اس طرح انھوں نے حکومت، عدلیہ اور عوام کو یہ تاثر دیا کہ مسلم پر عمل لا، میں تبدیلی کی جا سکتی ہے، ہر شخص کچھ سکتا ہے کہ یہ حرکت کسی دہائی نہیں ہو سکتی بلکہ کوئی صدی ہی ایسا کر سکتا ہے۔

فصل باحد بحث کا دعویٰ کرنے والوں میں ایک طبقہ وہ بھی ہے جو اپنے آپ کو غربانی حیثیت میں پیش کرتا ہے۔ کبھی کسی اس گروپ نے نوجوانوں میں یہ تاثر دیا کہ اثر و انکسار کیا ہے کہ جو بات صحابہ کرام نہیں جانتے تھے، جو حدیثیں آخر فقہ کو نہیں معلوم تھیں، بنی اسور سے کروڑہا کروڑ مسلمان سیکڑوں سال سے واقف تھے انھیں ہم نے جان لیا ہے۔ ”گورنمنٹ حدیث پر عمل ہی نہیں، باقی سارے لوگ گمراہ اور جہنمی ہیں۔“

اس پروپگنڈے سے نئی فصل کئیوں ذہن کا غبار ہو رہی ہے۔ اسلاف پر سے اعتماد ختم ہو رہا ہے اور یہ تاثر بن رہا ہے کہ دین کی بنیاد اختلاف اور صرف اختلاف ہی پر قائم ہے اس سے نوجوانوں میں دین بیزاری پیدا ہو رہی ہے۔

اس کے قدارک کی نیت سے یہ مقالہ آسان اور عام فہم دلائل کی روشنی میں مرتب کیا گیا ہے تاکہ ہر شخص جان لے کہ مقلدین کو کمر لا کھانا غلط ہے۔

اس مضمون کا ہدف وہی غیر مقلدین ہیں جو عقیدہ کو کفر و شرک قرار دیتے ہیں، جن سے بحث نہیں کی گئی جو عقیدہ کو جائز اور صحیح سمجھنے کے باوجود غیر مقلدیت کو ترجیح دیتے ہیں۔

سراور یہ ہے کہ مقلی، شافعی، مالکی، حنبلی، غیر مقلدین اور تمام مذاہب کے افراد اپنے اندر تو سچ پیدا کریں ایک دوسرے کے خلاف پروپگنڈہ کرنے کی بجائے اتحاد و انضباط کا مظاہرہ کریں اور ملت کو اتحاد سے بچائیں۔

والسلام

نئی دہلی کا ایک قلم کار امجد

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

ایک غیر مقلد کی توبہ

شوکت نے عبد الجلیل صاحب سے کہا ”اسلام حکیم کہاں ہیں آپ؟ مسجد میں نظر نہیں آتے؟ کیا کسی دوسرے علاقے میں جا رہے ہیں؟ خیریت تو ہے؟“

عبد الجلیل: سب ٹھیک ہے، اب میں نے اہل حدیث مسلک اختیار کر لیا ہے، کہیں کہ لاسوں کو ماننا فرقہ و حدیث کے خلاف ہے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کا حکم ہے لاسوں کی تقلید صرف یہ کہ جماعت ہے بلکہ کفر و شرک ہے۔

شوکت: آپ نے فرقہ شریف کا مکمل علم کب حاصل کر لیا؟

عبد الجلیل: مکمل علم تو حاصل نہیں کر سکا، البتہ انکا مجھے معلوم ہی ہے کہ لاسوں کا ذکر فرقہ و حدیث میں قصداً نہیں ہے، قرآن حکم مجھے کوئی مقلد نہیں بتا سکا کہ لام کا ذکر فرقہ و حدیث میں کہاں ہے؟

شوکت: لام کا لفظ فرقہ و حدیث دونوں میں ہے سنئے! یَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِسْمِهِمْ (نی امر اتلہ) یعنی ”جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے نام کے ساتھ بلائیں گے“ دوسری آیت ہے وَنُرِيدُ اَنْ نُّقِنَّ عَلَى الَّذِیْنَ اِسْتَضَفُوْا مِنَ الْاَرْضِ وَنَجْعَلْهُمْ اَتْنَةً وَنَجْعَلْهُمْ الْوَارِثِیْنَ (قصص۔۷) یعنی ”اور ہم

چاہے جسے کہ حق پر ایمان کریں جو زمین میں پست کر دے جسے اور افسوس لام ہائیں
 نَزَّاهُمْ حَتَّمْ کر دیں۔ تیسری آیت ہے وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ إِبْرَاهِيمَ يَتُوبُ إِلَىٰ اللَّهِ نَافِلًا
 حنفیوں (سجدہ ۲۴) یعنی ”جب انہوں نے مبرا کیا ہم نے حق میں لام ہائے جو
 اور سے عزم کے مطابق لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے۔ مجھے فی الحال تمہیں ہی آیات پر
 کوئی ہیں میں قطعاً لام ہائے استعمال ہوا ہے اس سلسلے میں احادیث بھی پیش کرتا
 ہوں۔ مَنْ تَوْبَتِ النَّارُ أَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الَّذِينَ
 النَّصِيحَةُ قُلْنَا لَنَا بَشَرٌ؟ قَالَ لَقَدْ وَكَلْتُهُمْ وَأَوْشَوْهُ وَلَافَتْهُ الْمُسْلِمِينَ“
 بخاری و مسلم) ابن ماجہ کتاب الجہاد میں ایک روایت ہے ”عَنْ أَبِي
 هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ
 اللَّهَ وَمَنْ أَطَاعَ الْإِمَامَ فَقَدْ أَطَاعَنِي، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَمَنْ
 عَصَى الْإِمَامَ فَقَدْ عَصَانِي“ من دونوں احادیث میں قطعاً لام الحمد موجود ہے پہلی
 حدیث کا ترجمہ ہے آپ ﷺ نے تین بار فرمایا میں صحت اور خیر خواہی کا نام ہے، ہم
 نے عرض کیا کہ یہ (خیر خواہی) کس کیلئے؟ فرمایا اللہ کیلئے اس کی کتاب اس کے رسول،
 مسلمانوں کے اماموں اور عام مسلمانوں کیلئے دوسری حدیث کا ترجمہ ہے حضرت
 ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے میری اطاعت
 کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے امام کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی
 اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے امام کی نافرمانی کی
 اس نے میری نافرمانی کی باب آپ بھی یہ دعویٰ نہ کیجئے گا کہ کوئی مجھے لام کا قطعاً قرآن
 وحدیث میں نہ ملے گا۔

عبدالجلیل: آپ نے لام کا قطعاً قرآن وحدیث سے واضح نہ کیا، لیکن اس سے

یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی دوسرے کی بیرونی طور اطاعت مانگوئے۔

شوکت: سورۃ نسا آیت نمبر ۵ ہے! اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم، یعنی اطاعت کرو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اپنے بڑے اور حضرات کی۔

عبد الجلیل: لیکن کوئی لاشعور سے مراد وہاں نہیں ہیں بلکہ خلقائے خداوند ہیں۔
شوکت:۔ اگر خلقائے خداوندیں مراد ہیں تب بھی یہ تو ثابت ہو گیا کہ صرف اللہ
نور، رسول ہی کی ہی نور الطاعت کا آپ کا کوئی دور مست نہیں ہے، خلقائے خداوندیں
کی بھی ہر وہی کا حکم ہے دوسرے یہ بھی سوچئے کہ یہ حکم رسول اکرم ﷺ کے
مہدک دور میں نازل ہوا تھا، اس وقت حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ
غنیؓ، حضرت علیؓ اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ضرور تھے، لیکن کوئی بھی
بحیثیت خلیفہ نہیں بلکہ بحیثیت صحابی اور اے دو حضرات موجود تھے، اس لئے کوئی
الاشعور کا جزو اے دو حضرات ہی نہیں، کچھ ہے اس کا مطلب صرف خلیفہ یا ہاشمہ کما
الکبر، صحابہ کرام کو مراد کر دیتا ہے۔

عبدالجلیل: تم لوگوں کو لے دے کہ صرف یہ ایک ہولناک مرد علی آیت علیہ السلام ہے؟

شوکت: اللہ! دوسری آیت بھی نہیں پڑھی کہ تمہوں نے سورہ نسا کی آیت نمبر ۱۵۸ اور من بشاقق الرسول من بعد ما یبین له البدی و یضیع غیر سبیل المؤمنین تولہ ما تولی و یصلہ جہنم و ساءت مصیرا یعنی نہ لودا شیخ ہو جانے کے باوجود بھی جو کوئی رسول کو ازمت دے گا اور مومنین کے سوا کسی اور کی

ہیرو کی کرنا تو ہم اسے اسی طرف چلائیں گے کہ مراد خواہ بھر گیا اور اسے ختم میں داخل کر دیں گے اور وہ بہت برا لگتا ہے اس آیت سے سوشن کی ہیرو بھی جائز ثابت ہوتی ہے۔

عبدالجلیل : سوشن کی ہیرو کیسے جائز ثابت ہوتی ہے ؟
شوکت : آپ تو جہ فرمائیں ! اس آیت میں من لو ان کو اور مکی وی تھی ہے جو بضع غیر صبیہ المؤمنین یعنی سوشن کی ہیرو بن کر نے کی روٹی اختیار کریں، آپ کا یہ دعویٰ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے عطا کی ہوئی ہیرو جائز نہیں اور یہ آیت صاف طور پر کہتی ہے کہ سوشن کی ہیرو بھی باعث نہایت ہے ایک اور آیت بھی ساروں سورہ طور آیت نمبر ۴۱ ہے وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ ۚ إِنَّهُمْ بَرٌّ ۚ لَوْ كَانُوا يَلْقَوْنَ رَبَّهُم بِإِيمَانٍ لَّكُنَ مِنْهُمْ جُزْءٌ مِمَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۚ اس آیت میں من لو ان کو اور مکی وی تھی ہے جنہوں نے اپنے صاحب ایمان والدین کی ہیرو کی، آپ یہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کے عطا کی ہوئی جائز نہیں حالانکہ اس آیت میں من لو ان کو سراہا گیا ہے جنہوں نے اپنے صاحب ایمان والدین کی ہیرو کی ہو۔

دراصل صالح سوشن کی اچھ گویا خد صاحب شریعت علیہ السلام کی اچھ ہے اسی کی طرف قرآن مجید حدیث محمد بنی کی گئی ہے۔

عبدالجلیل : آپ نے قرآن کریم کی آیات تو ہزاروں جہنم کی کیا ہوتی ہے کہ زبردستی گئی ہے ؟

شوکت : آپ نے دئے والے قرآن مجید و کج کراہین کر لیں۔
عبدالجلیل : مجھے عقول کے زبردستی قرآن پر اجماع نہیں میں من کے ترجموں

کو نہیں دیکھا۔

شوکت: آپ کو مقلدوں کے زعمہ قرہن پر اصرار نہیں تو کیا ان کے جرمہ حدیث کو آپ تسلیم کریں گے؟

عبدالجلیل: ہرگز نہیں! میں مقلدوں کو مسلمان ہی نہیں سمجھتا تو ان کے مجموعہ حدیث کو کیسے مانوں گا؟

شوکت: کیا آپ جانتے ہیں کہ احادیث جمع کرنے والے تمام ائمہ محدثین مقلد تھے، امام بخاری، امام مسلم، امام ابو حنیفہ، امام ترمذی، امام ابن ماجہ، امام نسائی، امام بیہقی، یہ سب محدثین امام شافعی کی جڑی اور تکیہ کرتے تھے، محدث یحییٰ بن یحییٰ، محدث یحییٰ بن سعید قطیفی، محدث داود بن جریر، محدث امام غزالی، محدث امام زہبی، محدث یحییٰ بن علی زائدہ، وغیرہم عقلی مسلک تھے، جب آپ مقلدین کا زعمہ قرہن مسترد نہیں سمجھتے تو پھر ان کی سرب کر وہ احادیث پر کس دلیل کے تحت اصرار کرتے ہیں، مقلد تو آپ کے نزدیک سواغیرہ مقلدوں کے ہیں، مگر آپ مقلد محدثین کی احادیث پر کیسے عمل کرتے ہیں، کتب حدیث میں سرب شدہ کوئی ایک حدیث بھی آپ ایسی نہیں پیش کر سکتے جس میں کہہ سکیں کہ ایک دہریہ مقلد ہے۔

عبدالجلیل: یہ سب آپ محدث ہلکے دے ہیں، امام بخاری اور امام مسلم وغیرہ مقلد کیسے ہو سکتے ہیں۔؟ آپ کہہ خیر ائمہ ان میں پیدا ہوئے، ابو حنیفہ اور شافعی تو بہت بعد میں پیدا ہوئے جن روایتوں کو امام بخاری اور دوسرے محدثین نے ضعیف اور موضوع قرار دیا تھا انہیں کو لاسوں نے لگا لیا اور مقلدین کے مسلک کی بنیاد انہیں روایتوں پر ہے۔

شوکت: کیا آپ امام بخاری اور امام ابو حنیفہ کے منہ لاریت مقلد تھے ہیں؟

قرأت ہو گی، امام ابو حنیفہؒ کے پاس جب یہ روایت آئی اس وقت چاہر جھلی کے پردوں اور بھی شاید پیدا نہ ہوئے ہوں گے، اس لئے امام صاحب پر اس ضعف کا کوئی اثر نہیں پڑ سکا، ان کے پاس جن معتبر راویوں کے ذریعے روایت پہنچی ان پر پوری امت اعتماد کرتی ہے اس مسئلے سے آپ نے اندازہ کر لیا ہو گا کہ امام ابو حنیفہؒ یا دوسرے ائمہ فقہ پر حدیث ضعیف پر عمل کا التزام کتنی بڑی غلط فہمی ہے۔

عبد الجلیل: دراصل امام ابو حنیفہؒ کو روایتیں بہت کم معلوم تھیں، مگر انہیں کثرت سے روایتیں معلوم ہو تیں تو وہ ضرور حدیث کی کتاب لکھتے اور محدث کا درجہ حاصل کرتے پھر انہیں فقہ کی دوسری سولہ لکھی پڑتی۔

شوکت: پہلے آپ یہ بتائیے! فقہ کا علم ضروری ہے یا نہیں؟

عبد الجلیل: جب حدیث موجود ہو تو فقہ کی کیا ضرورت؟ فقہ تو علوم کلامیہ ایجاد کر لی گئی ہے اصل علم تو قرآن و حدیث ہی ہے، فقہ ایجاد نہ ہو ہے جو دین کو مشکل اور مضحکہ خیز بناتا ہے۔

شوکت: مسلم شریف میں ایک اور شاہ مہدک ہے: من یُرِد اللہ بہ خیراً یُفَقِّہ فی الدین یعنی اللہ تعالیٰ جس بندے کی بھلائی چاہتا ہے اسے دین کی فقہ نصیب فرماتا ہے ایک اور شاہ ہے: الا لا خیر فی عبادۃ لیس فیہا نفقہ یعنی سن لو اس مہدک میں کوئی خیر نہیں جس میں فقہ نہیں (مجھے نہیں) مسلم شریف ہی کی ایک اور روایت میں یہ اتفاق ہیں: ان طویل صلوة الزجل وانصر حطمنہ مثنة بن غلقہ یعنی کسی شخص کا نماز کو طویل دیکھ کر غلجے کو ٹھکر کرنا اس کے فقہ ہونے کی علامت ہے، ترمذی شریف کی ایک روایت ہے: خصلتان لا تحتملان فی منافق حسن منعم وفقہ فی الدین یعنی دو خصلتیں منافق میں مل جاتی ہیں

کتیں (۱) ایسے اخلاق (۲) اور یہی کی تھیں، اگر کسی میں ایسے اخلاق نہ ہوں تو جمع ہو جائیں تو وہ منافق نہیں ہو سکتا اور ایسے اخلاق سے محروم شخص کے لئے منافقت کا خطرہ ہے ۔ پھر تھ سے عزت اور انہیں سختی دی یہ نصیحت کی بات ہے ۔ لام بخلافی نے ملاپ المفرد میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے کہ
 خیرکم اسلاماً احسنکم اخلاقاً اراغقہوا، یعنی تم میں سے اسلام میں وہ بہتر
 ہیں جو اخلاق اچھے ہیں جب کہ وہ تھ کی طبیعت رکھتے ہوں، تھ کی اور ابوہریرہ میں
 روایت ہے نَضَرَ الْمَلَأَ عِنداً مَنَعَ مَقَالَتِي فَحَفَظَهَا وَوَعَاَهَا وَادَّاهَا
 لِقُرْبِ خَامِلٍ فَقَعِيَ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ (یعنی آپ ﷺ نے فرمایا)

تھ ختم اس بندے کو خوش و خرم رکھے جس نے میری بات سنی اسے یاد
 رکھا اور اسے دوسروں تک پہنچایا کیوں کہ ایسا ہوتا ہے کہ علم کی بات جانے والا وہ بات
 ایسے شخص تک پہنچاتا ہے جو اس سے (دروسی سے) زیادہ تھ کا علم ہوتا ہے اس سے
 پتہ چلا کہ ہر وہ شخص جو روایت بیان کرتا ہے یا حدیثیں جمع کرتا ہے ضروری نہیں کہ
 یہ عالم ہو بلکہ جس تک روایت پہنچائی جاتی ہے وہ دین کی کچھ اور بصیرت میں دروسی
 سے بھی زیادہ قابل اور عالم ہو سکتا ہے، اس حدیث کی رو سے تھ اپنی جمع کرنے
 سے اہم کام حدیث پر غور و فکر کرتا رہتا ہے یہی غور و فکر دینی اصطلاح میں تھ اور
 تھ ہے جو نہیں کہ اس نے دی ہیں فقہانی سے روایات جمع کرنے کا فریضہ انہما ہوا اور
 نہ تھ نے ان حدیث پر غور و فکر نہ کیا نہ تھ نے کیا مسائل تھ کے اور تھ مرتب کی۔

اہم امتیاز ایک بہت بڑے محدث تھے ایک ہر ایک مسئلے کی تحقیق سلجھانے کی
 جس سے لام جو حنفی کی طرف رجوع کرنے، لام صاحب نے الطیبن بخل جواب
 ، لام امتیاز نے جب سے پوچھا آپ نے یہ مسئلہ کس حدیث سے حل کیا جواب دیا

اس روایت سے جو ایک ہزار آپ نے مجھے اپنی سند سے پہان کی تھی، اس حدیث کی روشنی میں یہ مسئلہ اس طرح حل ہوتا ہے کہ حدیث امامِ اہلسنن سے منکر ہے اعتبار کے لئے نَحْنُ الصَّيْغَةُ وَالنَّهْيُ الْأَطْلَقُ، یعنی ہم (محدثین) عطا یعنی وہ افراد ہیں اور تم فقہائیکم ہو، یعنی وہ کام حدیث سے منع کر لیا اور صحیح وضعیف کو پرکھ لیا ہے، لیکن احادیث سے احکام اور مسائل نکالنا تو تم فقہائے کام ہے امامِ اہلسنن نے کتنی جامع بات فرمائی تھی یہ شاید ہے کہ بہت، گانہ بھی اور عطا و انیس منع کرنے کی خدمت انجام دیتے ہیں اور ڈاکٹر، محکم اور دیگر فکھاء توجہ کرتے ہیں دونوں پہاڑی کے طابع میں ہوا معائنہ اور لازم، مہر و لیکن ڈاکٹر سے یہ توقع نہ رکھی جائے کہ وہ ہر طرح کی وہ کام اسکاہ رکھے اور نہ ہی بہت سے خلاف ہو کہ وہ توجہ کرے دونوں کے کام کے ایک ایک میدان میں ہیں محدثین کرام نے منع احادیث کی خدمت انجام دی، فقہائے کرام نے مسائل کے حل کیلئے دہریہ بھائی تیوں کو من کا اصل کام ہی یہی تھا کہ حدیثیں منع کر دے۔

عبد الجلیل : کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ محدثین کرام نے احادیث پر غور و فکر نہیں کیا؟ انہوں نے کھجور توہ نہیں کیا؟ مسائل مستنبط نہیں کئے؟

شوکت : محدثین، محکم اللہ نے اپنی ہدایتی حد تک کھجور سے کام لیا اور قابل ذکر خدمت انجام دی ہے مگر چوں کہ اس دنیا کا نظری حکم کچھ ایسا ہے کہ ہر شخص ایک مخصوص دائرے میں اپنی صلاحیتوں کے جوہر دکھا سکتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو ایک ایک میدان کی مختلف صلاحیتیں بخشی ہیں، محدثین معمرات نے ہدایتی طور پر شاہد سولہ کرام علیہ السلام کو سند کے پیش نظر منع کر دیا وہ امام قرآن و ہدایت تھے، یہ اور استہلا مسائل کو جہنمی حیثیت دی اس کے برخلاف فقہائے کرام نے فقہ حد:

کو اہمیت دی اور حدیث کو ثانوی درجہ دیا جس لئے لوگ حدیث کی منہ کیلئے حد نہیں سے رجوع کرنے لگے اور احکام و مسائل کے لئے فقہائے کرام سے، آپ نے جلیل القدر محدث امام حاکم شافعی کا ذکر ضرور شاہد کا جنہوں نے پہلے سو صحابہ کرام کی زبانتہ کی ہے یعنی ہر گرجائی تھے ان کا کہنا تھا "انا لسنا بالفقہا ولكننا سمعنا الحديث فرويناہ للفقہا" (تذکرۃ الحفاظ) یعنی ہم محدثین تھے فقہ نہیں ہیں، ہم تو حدیث میں کبر فقہا کو بیان کر دیتے ہیں تاہم امام بخاری، امام ترمذی، امام ابن ماجہ و محدث اللہ علیہ نے بھی حدیث سے ساتھ ساتھ محدثی احادیث کے قائل تھے بلکہ ان کے پرکھے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب کی قدردانی فرمادے۔

عبدالجلیل: میری سمجھ میں نہیں آتا کہ جب حدیث سوجھ بوجھ تو بیکر، غور و فکر کی کیا ضرورت ہے؟

شوکت: آپ کی حدیث میں ایک مثال پیش کرتا ہوں جس سے پتہ چلے گا کہ حدیث پر غور و فکر کس قدر اہم، لازمی اور ضروری ہے، شرعاً مسلم شریف میں امام نووی نے دو غایہ (جو غیر مقلدوں کے اصلی امام ہیں) کی اہم ترین غلطی کا تذکرہ کیا ہے، وہ دو غایہ (جو حدیث لا یدولون احدکم فی العلم الدائم) (تم میں سے کوئی گمراہ نہ ہوئے پہلی میں بیٹاب نہ کرے) کے الفاظ پر غور نہیں کیا اور صرف ظاہری الفاظ کے پیش نظر فتویٰ دیا کہ علماء و ائمہ یعنی گمراہ نہ ہوئے پہلی میں بیٹاب نہ کرے تو صحیح ہے اور اس میں بیٹاب نہ کرنے سے پہلی ہانک ہو جائے گا، لیکن اگر کسی غلط برتن میں بیٹاب نہ کرے وہ برتن پہلی میں الٹ دیا گیا تو پہلی ہانک نہ ہوگا، اسی طرح کوئی پہلی کے کھڑے بیٹاب نہ کرے اور وہ برتن پہلی میں چلا جائے تب بھی پہلی ہانک نہ ہوگا، کیوں کہ حدیث میں صرف ماہِ راگہ میں بیٹاب سے منع فرمایا ہے

ہو "ہوں صدوق میں چوٹاب پانی میں نہیں کیا گیا اس لئے پانی پاک نہ ہو گا۔
 لام لودنی اس فتوے کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں
 "هذا من اقبیح ما نزل عنه فی الجود علی الظاہر" یعنی یہ فتویٰ حدیث کے
 ظاہری معنی پر اکتفا کرنے کی بدترین مثال ہے ایک حریہ محل میں کرنا چاہتا ہوں۔
 یہ کہ اسی قسم کے ایک اور حدیث دانی کے دعوے دہاتے "براستہا کے بعد وتر چھا
 کرتے تھے حق کی دلیل طاہرہ فرمائیے "کہتے ہیں کہ حدیث میں آتا ہے
 من استعجمو فلیودر، یعنی جو شخص استعجا کرے "بعد میں وتر نوا کرے کاش کہ۔
 تھوڑا سا کھڑے کام لینے تو بہ آسانی بھوپاتے کہ اس حدیث کا فضلی منسوب یہ ہے کہ
 استعجا کے لئے جوڑے استعمال ہوں وہ وتر (طاق حد) ہوں یعنی ایک، تین، پانچ یا
 سات اس قسم کی حریہ مثالیں ہیں کی جا سکتی ہیں جن سے ابھی طرح ثابت ہو رہا ہے
 کہ حدیث کے محض الفاظی جاننا کافی نہیں اس پر کھود تو بہ بھی لازمی ہے۔

عبد الجلیل: بکھودیر لکل آپ نے دعویٰ کیا تھا کہ لام بخدی اور دوسرے اثر
 حدیث مستند تھے کیا اس مسئلے میں آپ کے پاس کوئی نصوص دیکھیں ہے؟

شوکت: ثواب صدیق حسن خاں بھوپانی غیر مستندوں کے مشہور پیشوا تھے، کیا
 آپ ان سے واقف ہیں؟

عبد الجلیل: ہیں میں انہیں جانتا ہوں، نہایت مستند اور جید عالم تھے حق کی
 حدیث دانی کے لئے تمام علماء معترف ہیں۔

شوکت: ہیں انہی ثواب صدیق حسن خاں صاحب کی عربی کتاب طحا فی ذکر
 صحاح السنن میں ہے وقد ذکرہ ابو عاصم فی طبقات أصحابنا الشافعیہ
 نقلًا عن المسبکی امام ابو عاصم نے حضرت سبکی کی روایت سے لام بخدی کو شافعی

لکھا ہے اس کتاب میں امام نسائی کے بارے میں ہے "کان احداً علام الذہین
وافرکان الحدیث امام اہل عصرہ و مقدمہم بین اصحاب الحدیث
وجرحہ و تعدیلہ متعبر بین العلماء وکان شافعی المذہب"

یعنی امام نسائی دین کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ، حدیث کے لڑاکین میں سے ایک
رکن اپنے زمانے کے امام اور محدثین کے پیرو تھے ان کی جرح و تعدیل علماء میں مستحکم
ہے اور وہ شافعی مسلک تھے امام ابو داؤد کے بارے میں یہی غیر عقلمند عالم لکھتے ہیں کہ
فعلی حبلی و قبل شافعی یعنی امام ابو داؤد کو بعض حضرات ضلی مقلات مقلاتے ہیں اور
بعض شافعی خود آپ کے مسلک کے عالم بھی اس امر کو مانتے ہیں کہ محدثین بھی غلط
تھے کے عقلمند تھے اور آپ لوگ محدثین ہی کو اہمیت دینے کی خاطر فقہائے کرام کا ذوق
دانتے ہیں اور عقلمند کو مشرک قرار دیتے ہیں۔

عبد الجلیل: یکدم یہ پہلے آپ نے قرآن کی آیت بیّنات کی تھی جس میں سوا
کے راستے پر چلنے کا حکم ہے صحابہ کرام سے جو کہ سوا میں کوئی ہو سکتا ہے صحابہ قونہ
مشی تھے شافعی نہ گند ضلی بلکہ آپ لوگ کیوں من مسلک کو اہمیت دیتے ہیں۔

شوکت: آپ بتائیے اگر کیا صحابہ کرام بخدی شریف، مسلم شریف اور دیگر
حدیث کی کتابیں پڑھتے تھے؟ بلکہ کس دلیل سے آپ ان کتابوں کا اہتمام کرتے ہیں؟
یہ تو انہی جواب تھا۔

حقیقی جواب یہ ہے کہ صحابہ کرام: اپنے زمانے کے چھ صحابہ کرام کی تھیں
کرتے تھے اس سلسلے میں کتاب میں امام بخاری کی ذکر کردہ روایت پر توجہ دیجئے!
انما روایت ہیں: ان اهل المدينة سألوا ابن عباس عن امرأة طافت ثم
عاضت قال لهم تسفر قالوا لا نأخذ بقولك ونذع قول زيد يعني ابنه

نے حضرت ابن عباسؓ سے اس خاتون کے بارے میں دریافت کیا جو طوافِ زیارت کے بعد حاضر ہو گئی (اس کے طوافِ دوام کا کیا حکم ہے لازمًا صحابہ؟) ابن عباسؓ نے بتایا کہ وہ (یا طوافِ دوام) جا سکتی ہے اہل مدینہ نے کہا ہم زیارتِ نبویؐ کے متعلق میں آپ کے قول کو اختیار نہیں کریں گے زیارتِ نبویؐ مدینہ منورہ کے مشہور قصبہ صحابی تھے اہل مدینہ اکثر انہی کی تقلید کرتے تھے، اسی ایک مثال سے یہ سردارِ شیعہ ہو گیا کہ صحابہ کرام بھی مثلاً تقلید ہی کرتے تھے، اور الحمد للہ ہم بھی تقلید کے قائل ہیں۔

عبد الجلیل: تو میرا آپ لوگ صحابہ کرام ہی کی تقلید کیجئے!

ہو گئی: اگر فقہ نے صحابہ کرامؓ کی مسک کو الحید کیا ہے مگر یہ مسک سیدہ مرنے
 زونہ کی بیعت نماز کی سنت قائم فرمائی ہیں، کت زونہؓ پر سے ہمارے مسکوں میں
 لو اگر یہ حضرت مرنے کی سنت ہے آپ لوگ اس کے برخلاف تہجد کی آئندہ کت کو عدم
 کت کی بنا پر زونہؓ کو بیٹھے ہیں حضرت مرنے کے دور میں موجود تمام صحابہ کرامؓ نے
 اس عمل کو قبول کیا ہے وہ ۲۰ سال سے چوری امت ہیں، کت سنت مسلسل ہوا اگر وہی
 ہے، خود حرمین شریفین میں بھی شروع سے آج تک ہیں، کت ہوا کرنے کا وہابی
 عمل بدی ہے اب آپ لکھتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کے عقل قدم پر کون غلبہ رہا ہے ہم
 آپ پر پھلدار یہ لکھتے ہیں کہ زونہؓ کا عقل مطلب کیا ہے؟

عبد الجلیل : ترویج یعنی ترویج کار مضامین میں مٹا کی نقد کے بعد چھی جانے
 دلی نواز اور کیا فکلی مطلب ہو سکتا ہے ؟

ہوکت: فتح الہدی شرح بخاری میں اسی جہد و جدوجہد طلبہ نے لکھا ہے تو یہ صحیح ہے تو یہی کی تو یہ یعنی ایک ہر آدم کرنا وہ آدم کرنے کو عربی میں تو یہ بتاتا

تو حسیں کہیں گے اور ۱۱ سے زیادہ مرتبہ آرام کرنے کو ترغیب دیں گے، ہر چار گھنٹے بعد آرام کیا جاتا ہے اگر یہ آٹھ گھنٹے ہو گئیں تو اس نماز کا کام "ترویجِ حقیقہ" ترویجِ حقیقہ "ہو گا اس کا کام ترغیبِ اسی وقت صحیح ہو سکتا ہے جب اس میں تین، تین سے زیادہ بار آرام کیا جاتا ہو یعنی عربی کرام کی رو سے بھی بارہ گھنٹے یا اس سے زیادہ گھنٹوں کی ادائیگی پر ہی اسے ترغیب دیا جاسکتا ہے کاش! کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہر صحابہ کرام کی ہر وہی ترک کر کے اصلاحِ امت سے باہر نہ جاتے، ایک دوسرے مثال پیش نہ دیتے جس سے بھی کیا ثابت ہو گا ہے کہ چھ بار کرام صحابہ کرام صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر وہی کرتے ہیں اسیرِ ملوثینِ یوں "لڑنے کے دور میں اسلام بڑوں مربع میل کے علاقے میں پھیل گیا لاکھوں نے کئے لوگ اسلام میں داخل ہوئے تھے ان نو مسلموں کے حالات پر نظر رکھتے ہوئے پیداوارِ عارفانہ نے ہر قوم کو مسجد میں باجماعت لہذا لوگ کرنے سے روک دیا تمام صحابہ کرام نے آپ کے فیصلے کو اسلام کی روئے کے مطابق سمجھا اور تسلیم کر لیا، لیکن آپ لوگ آج بھی ہر قوم کی مسجد میں باجماعت لہذا کے قائل ہیں نیز عید کے روز عید گاہ میں ہر قوم کو لانے پر مصر ہیں حالانکہ ان دنوں عید گاہ میں مولانا لوگ شریکِ عید ہیں ہوتے ہیں جو سارا ہر ہر ایک مسئلہ اور فقہ و فہم میں جھگڑتے ہیں ایسے ہی لوگ جم غفیر کی صورت میں آتے ہیں ہر عید کی مناسبت سے ظاہر ہے کہ ہر قوم بھی بہترین لباس میں ہی سوار کری عید گاہ پہنچیں گی، اس سے کتنا جانتے ہو سکتا ہے اس سے قطعاً ہے ہر وہ کہ آپ حضرت عید گاہ میں ہر قوم کی لہذا کی ہر ذرا وکالت کرتے ہیں اس سلسلے میں صحیح بخاری و مسلم کی روایت بھی آپ لوگ فراموش کر جاتے ہیں جو حضرت عائشہ کی ہے لہذا ہیں، لہذا رسول اللہ ﷺ ما احدث النساء لسنہن

المساجد کما منعت نساً بنی اسرائیل یعنی اگر بنی اکرم ﷺ من باتوں کو دیکھتے جو عورتوں نے اعتقاد کی ہیں تو آپ خود انہیں مسجد کی حاضری سے منع فرمادیتے جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا، دیکھا آپ نے ہم المسلمین، رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے علم و کھوکھو کا استعمال کئے اعلیٰ طریقے سے کیا اور کتنا اچھا، نہایت اور روح اسلام کے مطابق فیصلہ دیا، خود بنی اکرم ﷺ کا حرج سہلک اس سلسلے میں کیا تھا اس کا بچہ منہ احمد کی ایک روایت سے چلتا ہے آپ نے ہم حیدر ساہو یہ سے فرمایا کہ ”تسددی وہ نماز جو تم اپنے گھر کے اندرونی حصے میں لو اگر وہ اس نماز سے بہتر ہے جو تم بیرونی والاں میں لو اگر بنی اسرائیل میں تسدد نماز لو اگر یہاں سے بہتر ہے کہ تم اپنے گھر میں پڑھو اور اپنے گھر کے گھر میں تسدد نماز اس سے بہتر ہے کہ تم اپنے گھر کی مسجد میں لو اگر وہ اپنے گھر والی مسجد میں تسدد نماز اس سے بہتر ہے کہ تم بھری مسجد میں لو اگر وہ ”یعنی عورت کے لئے مسجد نبوی کی نماز سے بھی کئی گنا بہتر ہے کہ وہ اپنے گھر کے اندرونی گوشے میں نماز لو اگر وہ، چونکہ اس فیصلے میں سیدنا عمرؓ اور سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں ہم فواجھے اس لئے اذرا و تفسیر شیعوں نے اس پر عمل نہیں کیا، عورتوں کو آج بھی مسجد میں لاتے ہیں اس معاملے میں شیعوں اور غیر مقلدین کا مسک ایک ہی ہے۔

اسی طرح ایک ساتھ تین طلاقوں کو ایک ماننے کے مسک میں شیعہ اور غیر مقلدین کا مسک یکساں ہے باقی پوری امت کا اجماع اس امر پر ہے کہ تین طلاق ایک ساتھ دیا حرام ہے مگر ہے البتہ واقع ہو جائیں گی جو شخص ایک ساتھ تین طلاق دے گا وہ بہت بڑے گناہ کا کرم ہے آپ لوگ اسے حمایت دیتے ہیں کوئی بات نہیں نہ دینے کے باوجود صرف ایک ہی گتے کی بجائے ایسے باغیانوں کو حمایت دے

ہاں؟

عبدالجلیل: امام عطاء اللہ مسلم فور دوسرے مہینے نے بے شمار روایات کے ذریعے ثابت کیا ہے ایک وقت میں چاہے کتنی ہی ملاقیں دیں، واقع ایک ہی ہوگی یہی مسلک اگر شیعوں کے خلاف ثابت کیا کر سکتے ہیں شیعوں سے حالات ظاہر کرنے کی خاطر حدیث کے خلاف تو نہیں کر سکتے؟

شوکت: آپ کوئی ایسی حدیث بتائیں گے جس سے ثابت ہو کہ ایک ساتھ دو مہینے ملاقیں کو ایک ہی ملا گیا ہو؟

عبدالجلیل: حدیث رکات کا ذکر فرمائیے سند احمد میں اس سلسلے میں پہلے واضح حدیث ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت رکات نے ایک ساتھ تین ملاقیں دیں، لیکن ان کو آپ ﷺ نے رجس کی اجازت عطا فرمائی۔

شوکت: سند احمد میں حضرت رکات کے قتل سے جو حدیث ہے اس پر حافظ ابن حجر کا رد کدک ہے وَهُوَ نَعْلُوں اَيْضاً یعنی یہ حدیث بھی ضعیف ہے اور حافظ ذہبی نے بھی اس کو دھور بن الحسین کی منکر روایات میں شمار کیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے اپنی مایہ ناز تصنیف البرق المرام میں اس پر لکھا ہے وَقَدْ زَوَى اَبُو دَاوُدَ بْنِ وَجْهِ آخِرُ اَحْسَنُ مِنْهُ اَنْ رَزَا نَا نَاطِقُ اِمْرَا نَهْ سَنِيْنَةُ اَلْبَيْتِ یعنی ابو دھور نے ایک دوسرے طریقے سے جو (سند احمد) کے طریقے سے بہتر ہے روایت کیا ہے کہ رکات نے اپنی بیوی سمہ کو لفظ اہیت سے طلاق دی تھی مگر میں ایک سے تین ملاقیں تک کی گنجائش ہے ایک طلاق کی نیت ہو تو ایک اور تین کی نیت ہو تو تین واقع ہوتی ہیں ترجمہ: اے ماہر ابو دھور میں آپ اس حدیث کو دیکھیں تو یہ بے جا کار حقیقت یہ ہے کہ حضرت رکات نے اہیت کے لفظ کیا تھا اپنی بیوی کو طلاق دی بلکہ آپ کی

خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اللہ کی قسم میرا ارادہ ایک ہی طلاق کا تھا،
 (واللہ ما اردت الا واحدا) آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: "ما اردت؟" یہاں؟ "فان
 واحداً؟" "فان واللہ ما اردت الا واحداً" تب آپ ﷺ نے فرمایا "فہو ما اردت" میں جو قسم دے رہا تھا وہی اسی کا اعتبار ہے۔

آپ اس حدیث پر غور فرمائیں اگر واقعی ایک وقت میں دی گئی تین طلاقیں
 واقع ہوئیں تو حضرت دکان کو قسم کھا کر کہنے کی کیا ضرورت تھی کہ خدا کی قسم
 میری نیت ایک ہی طلاق کی تھی پھر آپ ﷺ نے دوبارہ دیکر بعض روایات کے
 مطابق سہ بار قسم کھانی اور یقین فرمایا کہ واقعی حضرت دکان کی سزا اس لئے طلاق
 سے ایک ہی طلاق تھی تب رجوع کی اجازت عطا فرمائی اس حدیث سے آپ کا
 استدلال غلط ہے اور سوچئے تو کسی کہ سزا امر کی روایت آپ کے مسلک کی سزا تھی
 تو پھر جو مستند ہوئے کے اسے بطور دلیل پیش کیا اور صحاح ستہ کی تین کتابوں کو بھی
 پشت ذیل دیا بھلا کونے کیا یہ گج وید لکھ رہا ہے؟

عبد الجلیل: چٹے میں مسلم شریف ہی کی ایک روایت پیش کر رہے ہیں،
 ابوہریرہ نے حضرت ابن عباسؓ سے ہم چھا کر کیا آپ کو معلوم نہیں کہ عدہ نبوی، عدہ
 صدیقی اور عدہ فاروقی کے بعد تو میں تین طلاقیں ایک تھیں، حضرت ابن عباسؓ نے
 فرمایا کہ ہاں لیکن جب لوگوں نے بکثرت طلاق کا شروع کیا تو حضرت عمرؓ نے تجوں کو
 ہتھ کر دیا، آپ اس حدیث کا جواب دے تو میں سمجھوں کہ واقعی مقلدان کی دلیل میں
 کوئی جہل ہے۔

شوکت: اس کا پہلا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ابوہریرہؓ شریف میں بھی ہے اس
 روایت سے پہچ چلا ہے کہ یہ روایت غیرہ غولہ عورت کے بارے میں ہے۔

عبدالجلیل۔ غیرہ خوار کا کیا مطلب ہے۔

جواب: جس عورت کے ساتھ ہم بستری نہ ہوئی ہو اسے غیرہ خوار کہتے ہیں ایسی عورت کو اگر ایک طلاق بھی دی جائے تو وہ نکاح سے نکل جاتی ہے تین طلاق دینے کی ضرورت نہیں کیوں کہ جب پہلی بار ہی طلاق دینے سے وہ نکاح سے نکل گئی تو دوسری تیسری بار طلاق کا لفظ ہے معنی قرار دیا جائیگا۔ یہ بھی کچھ بچے کہ ایسی عورت کے لئے عدت بھی لازم نہیں، اسی اعتبار سے اس حدیث میں کہا گیا ہے کہ تین طلاقیں ایک جگہ ہوتی تھیں، حضرت عمرؓ کے ابتدائی زمانے تک غیرہ خوار کو طلاق دینے کا یہی طریقہ تھا مگر بعد میں لوگوں نے انت طلاق طلاقا (تجھے تین طلاق ہے) کہہ کر طلاق کا شروع کر دیا۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے تجھے تین طلاق ابلا جسے یہ تین ہی کہائیں گی، بہت اگر کوئی شوہر اپنی بیوی سے کہے تجھے، طلاق، طلاق، طلاق تو یہ گمان کیا جاسکتا ہے کہ ممکن ہے شوہر نے تاکید اطلاق کے لفظ کو دہرایا ہو حلقہ میں کونوں میں چڑوں گا، چڑوں گا، ضرور چڑوں گا، اس کا یہ مطلب تو نہ ہو گا تا کہ میں تین بار چڑوں گا، بلکہ صرف تاکید ثابت ہوگی کہ میں ضرور چڑوں گا، اسی طرح عدت نبوی سے عدت عہدہ کی ابتدا تک یہ عمومی طریقہ تھا کہ اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کو "انت طلاق، انت طلاق" کہتا تو اس کی نیت تاکید کی ہوتی تھی بالکل قطع حلقہ (جیسے شرعی اصطلاح میں اختلاف کہتے ہیں) کی نیت نہ ہوتی تھی، اس زمانے میں تقویٰ خوف آخرت اور دینداری کا غلبہ تھا لہذا اگر کوئی کسیے طور پر کہتا کہ تین بار میں نے طلاق کا لفظ صرف بطور تاکید کہا ہے میری نیت ایک طلاق ہی کی تھی تو اسے حجِ عظیم کر لینا مناسب اور ضروری تھا لیکن جب سے سے لوگ اسلام میں بکثرت

مثال ہونے لگے تو رسول یہ پیدا ہوا کہ کیا واقعی یہ معجزات بھی صحابہ کرام ہی کی طرح باطل قابلِ احمد ہیں؟ حقیق کے ہرے میں ہے وہ ہے ایسے قربات ہونے جن کے پیش نظر اگرچہ صحابہ کو سر جھڑ کر بیٹھا ہے اس سلسلے میں ایک واقعہ آپ ضرور سنی ہوگا کہ حضرت مرثیہ کے پاس عرفی سے ایک سرکاری خط آیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا خذک عظمیٰ غلابیلا (تیری رہی تیری گردن ہے) حضرت مرثیہ نے اس شخص کو سوسہ گج میں بلوایا حضرت مرثیہ سے اس کی ملاقات دورانِ طواف ہوئی چچا میں انت یعنی تم کون ہو اس نے کہا انا الرجل الذی انزلت ان اجلب غلبہ یعنی میں وہی شخص ہوں جسے آپ نے طلب فرمایا تھا، حضرت مرثیہ نے فرمایا تجھے اب کب کی قسم کاٹا "حبلک علی غاربک" کہنے سے تیری نیت کیا تھی؟ اس نے عرض کیا "یا ایہذا النورین لو استخلفتنی فی غیر هذا التوضع ناصدقنک ازوداً بهذا القرآن"۔ یعنی اے امیر المؤمنین آپ نے اس مقدس جگہ کے ملازم کبھی اور قسم لی ہوئی تو میں کب کا نہ تھا؟ حقیقت یہ ہے کہ اس جملے سے میرا مقصد قطعِ تعلیق (کامل غلبہ کی) ہی کا تھا حضرت مرثیہ نے فرمایا عورت تجھے دلو سے کے مطابق تجھ سے غمزدہ ہو گئی۔

عبدالجلیل: یہ واقعہ کس کتاب میں ہے؟

شوکت: "موطاء، امام مالک میں ماجاء فی الخلعة والعبرة واشباه ذلک" کے باب میں ہے ہذا اسوئے ایہ مولیٰ ایک عورت کیلئے بھرتی قسم کمانے کیلئے آمادہ تھا مگر سہ ماہ کی عفتہ مقدس ہوجا کے خبر کلام نے اس کے نفس کو بصوت سے باز کیا۔

کیا یہ امر شرعی طور پر باعثِ تشویش نہیں کہ ایک شخص مکمل عہدگی کی نیت

سے تین طلاقیں دیدے بلکہ طلاق پانی سے کام لیکر کے کہ میری نیت صرف ایک ہی طلاق کی تھی، حضرت مڑکی فراست ایملی نے اس پر درود اتارے کہ نہ اُترے کپٹے صحابہ کرام سے مشورہ کیا اور طے فرمایا چوں کہ لوگوں نے ایسے امر میں جلد بازی شروع کر دی، جس میں انہیں تاخیر کرنی چاہئے تھی لہذا اب جو شخص تیرے مرتق دیکھ ہم اسے تین ہی قرا دیں گے۔

اس سلسلے میں تین طلاق ایسی حالت تکمیل تک پہنچتی ہیں کہ لم یطلق عن احد منهم اثنان خلفا عمر حین امضی الثلاث وهو یکنفی فی الاجماع یعنی جب سے حضرت مڑنے تین طلاق کا فیصلہ ہوا تو فرمایا اس سلسلے میں کسی ایک صوبہ کے بھی اختلاف کی کوئی روایت نہیں اور یہ بات اجماع است لا کالی ثبوت ہے۔ صحابہ کرام کے اجماع کے بعد چار دوسری صدی کے کچھ لوگوں کے اقوال پیش کر کے اجماع است کا انکار کرنا کبھی کی دہر لاری ہے؟

عبدالجلیل: حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی حد روایت میں نے پیش کی اس سے تو واضح ہو تا ہے کہ ان کا مسک حضرت مڑ سے اتفاق تھا بلکہ کوئی کہے کہ سکتا ہے کہ تمام صحابہ کرام کا اتفاق تھا۔

شوکت: میں نے تفصیل سے بتلایا کہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی سر لو کیا تھی، بلکہ آپ نے دیکھیں کہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کا مسک ان کی دوسری روایت کی رو سے کیا ثابت ہو تا ہے۔

امجد: شریف میں روایت ہے حضرت عباد فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباسؓ کے پاس حاضر تھا کہ ایک شخص کہتا "فقال انه طلق امراته ثلاثا فسكت حتى ظننت انه راعها اليه ثم قال ينطلق احدكم في ركب الحمولة"

ثم يقول يا ابن عباس يا ابن عباس و ان الله قال ومن يلق الله
يجعل له مخرجاً وانك لم تلق الله فلا اجد لك مخرجاً غصبت ريتك
وجانت منك الفراقن یعنی اس نے عرض کیا وہ اپنی بیوی کو ایک ساتھ تین ملائیں
اسے کر آیا ہے ابن عباس خاموش رہے مجھے گمان ہوا کہ آپ رجوع کا حکم دیں گے
لیکن انہوں نے فرمایا لوگ پہلے صاف پر سوار ہو جاتے ہیں اور پھر کہتے ہیں
اے ابن عباس اے ابن عباس آپ شک اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جہنم سے اترے
اس کے لئے نہات کی صورت ہوتی ہے اور چھ نکاح سے نہ اتریں گے جہنم سے
کوئی نہ نہیں اور تیری بیوی تجھ سے الگ ہو گئی یہ روایت مختلف روایوں نے بیان کی
ہے اور قسم درود مختلف طور پر نقل کرتے ہیں کہ ابن عباس نے تین عورتوں کو ہاتھ کر
دیا، اس طرح کی کئی اور روایات بھی کتب حدیث میں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ
حضرت ابن عباس بھی ایک نشست میں دی گئی تین عورتوں کو تین ماہ میں بسور
صحابہ کے ہم مسلک تھے اس مسئلے میں پوری امت ایک طرف ہے شیعہ اور غیر مقلد
دونوں دوسری طرف صحابہ کرام کے مسلک پر مقلد حضرات ہیں اور شیعہ مسلک کی
جانب آپ حضرات ہیں، اسی طرح سیدنا عیسیٰ نے اپنے دور میں جو حق ہوئی
آبادی اور دوسرے ممالکوں کے تحت جو کی قوم اپنی شریعت کی اس دور کے تمام
صحابہ کرام نے اس سے اتفاق کیا پوری امت نے اسے اختیار کیا لیکن آپ لوگ صحابہ
کرام کے اس عمل کے بھی مخالف ہیں۔

عبد الجلیل: لیکن ان خلفاء حضرات کو ایسے طریقے ایجاد کرنے اور بدعات نافذ
کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

شوکت: کیا بھی آپ نے اس امر پر غور کیا کہ خلفائے راشدین کے خلاف ذہر

انھیں شیعوں کا دشمن رہا ہے اس ناپاک سکتے میں آپ حضرات کیوں شریک ہو جاتے ہیں؟ افسوس ہے کہ آپ غیر مقلدین حضرات پر بدعت کا الزام لگاتے ہیں، جب کہ نبی اکرم ﷺ نے من کے احوال و افعال کو سنت قرار دیا ہے "علمکم بہشتی و سنتہ خلفاء الراشدین" تم، میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت لازم ہے، آپ ﷺ نے من کے احوال کو سنت قرار دیا، غیر مقلدین اسے بدعت قرار دے رہے ہیں، کیا اس مرتبہ بھڑکانے میں آپ شیعوں کے ساتھ شریک نہیں؟

ذرا غور فرمائیے! شیعوں اپنی خواتین کو سہلے جلا پوند کرتے ہیں اور آپ کو بھی یکا پوند ہے شیعوں کی فقہ جعفریہ کی رو سے ایک نشست میں دی گئی تین طلاقیں کو ایک تسلیم کیا جاتا ہے آپ حضرات کا بھی یہی مسلک ہے شیعوں نے صحابہ کرام پر تنقید کی آپ حضرات بھی بلا سہے کہے کہہ صحابہ کرام کے احوال کو باطل، بدعت یا خلاف سنت قرار دیتے ہیں (سہلانہ)

آج کل کے غیر مقلدین اثرِ فقہ کی پوری جماعت کو سہلانہ کر رہے قرار دیتے ہیں من کے مسلک کے اقتدار سے چار دیواری کے کڑواہل افروہا جہل اور گمراہ ہیں یہ غیر مقلدین جن میں کے بیشتر سامعین عربی زبان سے واقف ہیں، علم دین کا اپنے آپ کو عجیبوہ قرار دیتے ہیں، بستی طر کے بچوں کا کہ مسلمانوں میں مشکل سے من کی تعداد دس ہزار ہوگی لیکن یہ دس ہزار کہتے ہیں کہ بقیہ میں ہا کہ نوے ہزار مسلم بھائی شریک اور کافر ہیں، یہی تناسب (Ratio) دنیا بھر میں ہے دنیا میں اس وقت اگر سو کروڑ مسلمان آباد ہیں تو میں غیر مقلدین یہاں لاکھ ہوں گے جہل قسم کے غیر مقلدین کی دانست میں ہائی تھوڑے کروڑ یہاں لاکھ فرقہ واران قومید اور غلامان

مصطفیٰ ﷺ مکرلو، کافر اور مشرک ہیں اس بدگمانی کی وجہ سے کئی صحیح احادیث کی بھی تکذیب ہوئی ہے۔

عبدالجلیل: کس صحیح حدیث کی تکذیب ہوئی ہے ذرا تفصیل سے بتائیے تو سنی!

شوکت:۔ ابو ذر شریف میں ایک لاشہ مہلک ہے "یوشک النائم ان ھاضی الاکلة الن" فصنعھا فقال قاتل ومن قتلہ یومئذ" قال بل انتم یومئذ کثیرہ" یعنی عترتِ غیر مسلم تو میں تسدی سر کوئی کیلئے ایک دوسرے کو دھت دیں گی اور پھر وہ سب دھت اہل دیں گی جیسے کہ بہت سے کھانے والے لوگ ایک دوسرے کو کھا کر دس ترخون پر فوت جاتے ہیں، ایک صحابی نے عرض کیا سرکار! کیا اس وقت ہماری تعداد کم ہوگی؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ اس وقت تم بہت بڑی تعداد میں ہو گے، اس طرح کی لاشوں سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کثیر تعداد میں ہوں گے اس کے برعکس غیر مقلدینِ راست مسلک کو انتہائی قلیل تعداد میں میں محدود کرنے کے کھلم کھلا کرم ہیں، حالانکہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ: لن یجمع لعتی علی الضلالة" یعنی میری امت گمراہی پر متفق نہ ہوگی پوری امت عقیدہ پر متفق ہے اگر عقیدہ کو گمراہی مانتے ہیں تو آپ کے ارشاد کی تکذیب ہوئی ہے اور آپ کے ارشاد پر ایمان کا تقاضا ہے کہ غیر مقلدین کو ہی غلاماں مان جائے۔

عبدالجلیل: لیکن مجھے آپ کی اس رائے سے سخت اختلاف ہے کہ ہم اہل حدیث، شیعوں سے کوئی تعلق رکھتے ہیں۔

شوکت: میرا یہ دعویٰ ہی نہیں کہ غیر مقلدوں اور شیعوں میں کوئی سازباز ہے بلکہ میرا اختیار ہے کہ صحابہ کرام سے مومن اور خلفائے راشدین (رضی اللہ عنہم) سے

خصوصاً آپ کا علمی اختلاف شیعہ حضرات کے طرز فکر کا سر ہون منت ہے، وہاں ایک بات بھی ذہن میں آئی کہ شیعہ خواتین ہجرہ کھلا رکھتا جائز سمجھتی ہیں، راستہ سے منظور و معروف غیر مقلد علماء مشائخ سلف اہل فساد ہیں۔ عیسائی زلزلہ و غیرہ بھی یہی مسلک رکھتے ہیں۔

عبد الجلیل : یہاں اشارے بعض علماء نے عورتوں کو ہجرہ کھلا رکھنے کی اجازت دی ہے اس کے لئے فتنہ کے پاس دلائل بھی ہیں۔

شوکت : آپ میری دلیل کا جواب دیں کہ کیا یہ بات درست ہے کہ آپ ﷺ نے عام فتنے سے پہلے ایک نظر عورت کو دیکھنے کی اجازت عطا فرمائی ہے ؟
عبد الجلیل : بالکل درست ہے اس پر آپ کو کیا اعتراض ہے آپ کے حلی لوگ بھی تو اس اجازت کے قائل ہیں۔

شوکت : میرا سوال یہ ہے کہ اگر عام طور پر عورت کے لئے ہجرہ کھلا رکھنا جائز ہو تو پھر اس اجازت کی ضرورت کیا تھی ؟

عبد الجلیل : اچھا آپ یہ بتائیے کہ لام ہادی کیوں ہوئے ؟
شوکت : مگر پہلا مقام ہوئے تو آپ پر پچھنے کہ پانچویں کیوں ہوئے تھے تو آپ پر پچھنے تین ہی کیوں ؟ اور اصل فتنائے کرام تو امت سے حضرات تھے، لیکن تمام مسائل پر مسلسل بحث میں ہمارے مسلمانوں میں عیسائیوں کی وہ کتاب المہدات سے لیکر کتاب اہل انصاف تک تمام مسائل مرتبہ و مدون ہو کر امت کے سامنے آئے، یہ عظیم کتابیں تصنیف کی گئیں، اس تحصیل سے دوسرے اجتہاد کے مسائل مرتبہ ہو سکے اسلئے ان کے مسائل مروج نہ ہو سکے۔ ہمارے مسلمانوں کی یہ عقلی عظمت تو انہی حضرات ہی بہتر جانتا ہے لیکن ہمارے ہر دیکھنے والے میں یہ کم خصوصیت رہی ہے مثلاً عیسا

در مثل عظیم السلام کم بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار تشریف لائے لیکن ان میں طویل
 القدر جن کے بعد کثیر تعداد میں ہوئے چار ہیں (۱) سید الانس والجن، حضرت محمد
 مصطفیٰ ﷺ (۲) حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام (۳) حضرت موسیٰ کلیم اللہ
 علیہ السلام (۴) حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام، آسمانی کن میں کئی ہزار ہوئیں ان
 میں شہرت چار ہی کو ملی (۱) قرآن مجید (۲) تورات (۳) انجیل (۴) انجیل مطہرہ
 لا تعداد ہیں مگر شہرت یافتہ چار (۱) حضرت جبرائیل علیہ السلام (۲) حضرت میکائیل
 علیہ السلام (۳) حضرت عزرائیل علیہ السلام (۴) حضرت اسرافیل علیہ السلام۔
 صحابہ کرام ہزار ہا حضرات تھے لیکن امتیازی شان چار ہی کو صیب ہوئی (۱) سید عالم کر
 صدیق (۲) سید المرقدین (۳) سیدنا علی بن ابی طالب (۴) سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ
 عنہم

سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۲۶ میں ہے ”وہ لوگ ایمان لائے ہیں مگر ان کی حسرت
 کمالیں ان کیلئے چار چیزیں تک ملت ہے ہر اگر وہ رجوع کر لیں تو اللہ تعالیٰ معاف فرما
 نہ دے گا۔“

سورۃ فاتحہ آیت نمبر ۱۰ کا ترجمہ ہے ”اور اسے اس زمین میں اس پر پہلا
 گزار دینے اور اس میں برکتیں رکھیں اور اس میں اس کے تقدیر یافتہ سب ضرورت
 مندوں کے لئے یکساں چار روز میں کر دینے۔“

سورۃ فاتحہ آیت نمبر ۲۶ میں ہے ”سمیوں کی کھنٹی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہر پہلے ہیں
 جب سے آسمان زمین و جدوں آئے ان میں درستی لے چکے ہیں۔“

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو موت کے بعد زندہ کی گئیں اور چار ہزاروں کے
 ذریعہ دکھایا گیا دیکھئے سورۃ بقرہ آیت ۲۶۰ ”اور ان کیلئے زیادہ سے زیادہ چار ہزار سال کی

اجازت دی گئی۔

فرض چار کے بعد کی دین میں اسیت بہت ہے ممکن ہے ہر لام اللہ تعالیٰ کی ایسی ہی کسی عکس کا منظر ہوں اس میں تعجب کی کیا بات ہے ؟
عبدالجلیل : سورۃ توبہ آیت نمبر ۳۱ میں اللہ تعالیٰ نصیحتی یعنی مہانتیوں کی کمرانی کا ذکر فرماتا ہے کہ مہانتیوں نے اپنے امجد اور رحمان کو اللہ تعالیٰ کے سوا اپنا رب مانتا ہے جب کہ آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ”اور انہیں صرف میں علم تھا کہ ایک اللہ ہی کی عبادت کریں انکے سوا کسی کی بندگی نہیں وہ پاک ہے من کے شرک سے“ مہلا مہلا ہے کہ آپ حضرت میں اور مہانتیوں میں کیا فرق ہے ؟ مہانتیوں نے امجد اور رحمان کی تقلید کی اور آپ لاسوں کی تقلید کرتے ہیں کیا فرق ہے من میں اور آپ میں۔

شوکت : سورۃ توبہ کی جس آیت کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمائی کہ یہ امجد و رحمان کون تھے فرمایا ”ان کلوا من الاثمار والرحمان لیا کلون الناس بالباطل و یصدون عن سبیل اللہ والذین یمکتون الذہب والفضۃ ولا یمفقونہا فی سبیل اللہ“ یعنی بے شک بہت سے امجد اور رحمان لوگوں کا مال مانتا تھا جاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور وہ جمع کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے دوا لہی میں فروج نہیں کرتے ایسے بہ ملت بہ دیانت اور حریص امجد اور رحمان کی پیروی کی خدمت کی گئی ہے اس سے فقائے کرام کو کیا نسبت ؟ فقائے اللہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والے، عبادت گزار، عقل اور پرہیزگار حضرات تھے، آج تک من حضرت کی میر جہ پر کسی نے کچھ اچھائے کی جرأت نہیں کی من کی پاکیزہ زندگی کی شہادت تو من

کے مسک سے اختلاف رکھنے والے بھی دیتے ہیں مگر آپ نے ان حدیثیں سنیں کہ
 امجد اور حبیب جیسے خلاف سمت عناصر کے ہم پلہ قرار دینے کی جرأت کیسے کی؟ پھر یہ
 امجد اور حبیب تو ریت اور دوسری آسمانی کتابوں میں قریب کرتے تھے، کیا آپ بتا
 سکتے ہیں کہ سولہ ائمہ کی امام فقہ نے کسی قرآنی آیت میں، قریب کی ہے؟ پھر امجد
 اور حبیب مال کے حریف اور لالچی تھے خود صدقہ و عطا اور کنارہ دوسروں کو صدقہ دینے
 سے روکتے تھے، حالانکہ انہ فقہ کی اور پابندی اور غیاضی کی ایک دنیا مستحرف ہے، پھر وہ
 لوگ ان امجد اور حبیب کی اطاعت اس طرح کرتے تھے، جس طرح بے چارے دروغ اف
 تعالیٰ کی اطاعت کی جہلی چاہئے اس سلسلے میں آپ کچھ نہیں کہ امام مالک کے شاگرد،
 امام شافعی تھے انہوں نے اپنے استاد کی بے چارے دروغ اطاعت نہیں کی بلکہ انہیں جو
 امور ان کی اپنی تحقیق کے بعد سنت سے قریب نظر آئے ان امور میں اپنے استاد سے
 اختلاف کیا چنانچہ ان کا ایک ٹک مسک بن گیا پھر امام شافعی کے شاگرد امام احمد بن
 حنبل تھے انہوں نے بھی بے چارے دروغ اطاعت نہیں کی بلکہ جو امور تحقیق کے بعد
 انہیں سنت سے قریب محسوس ہوئے ان میں اپنے استاد سے اختلاف کیا اس طرح ان
 کا ایک ٹک مسک بن گیا امام ابو حنیفہ کے علاوہ امام ابو امام ابو جعفر سفہ اور دوسرے
 کی معمرات نے بھی اس طرح بعض مسائل میں اپنے استاد سے اختلاف کیا اور اقرب
 انی اہل مسک اختیار کیا، پھر یہ سلسلہ وہیں ختم نہیں ہو گیا، بلکہ بعد کے عوام میں بھی
 تحقیق، تحقیق اور اجتہاد کا سلسلہ جاری رہا ہے لہذا نہ فقہ اور امجد اور حبیب میں کوئی
 نسبت نہیں، ان کے لئے اس آیت کو پیش کرنا جہالت کی علامت ہے۔

عبد الجلیل: ”پہلیاں آپ یہ بتائیے کہ سورہ انفصام آیت نمبر ۱۵۴ میں جو
 صاف حکم ہے ”و ان هذا صراطی مستقیماً فاتبعوه، ولا تتبعوا

المسبل فلفروق بكم عن مسجدہ... یعنی اور کیا میری مسجد میں وہ ہے جس کی
پر چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ وہ تم کو (اللہ کے راستے سے جدا کر دیں گے۔"
اس صاف صریح اور واضح حکم کے باوجود ایک رلو کو چھوڑ کر چار چار ماہوں کو بھیج
کھانا کیا حالت اور برائی تھیں؟

شوکت: آپ جانتے ہیں کہ گوم علیہ السلام سے خاتم الانبیاء علیہ السلام تک ہر فرد
ایمان لے کر ام قریظ لائے سب کا دین اسلام ہی تھا، اسلام کے بنیادی عقائد توحید،
رسالت، آخرت ہیں اور تعلیم حسن اخلاق ہے یہ اسود قوم انبیائے کرام کے ہیں
مشترک ہیں خالق کائنات کو اس میں ہل و پل فرق کو دراضی۔

اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ انبیائے کرام نے مہدات کے
طرے اپنے اپنے زمانے کے اقتدار سے مقرر کئے جو اکثر مختلف تھے، یعنی اللہ تعالیٰ نے
مہدات میں حکمت و مصلحت اسی کو قرار دیا کہ مختلف انداز میں اس کے بندے اس کی
قدوت، کلمات، احکامات اور انصاف کے گن گائیں، ایک ایک مقرر طریقوں سے
اسے مانیں اور مختلف انداز میں اس کے حضور مناجات کریں، اپنی ہمارے منادی اور ائمہ
عقیدت کیلئے بندوں کو طریح طریح کے امکانات پر در در میں دینے لگے، جن اس پر خود
کرنے سے یہ واضح ہو جائے کہ بندوں سے مختلف انداز میں مہدات مطلوب ہی ہیں۔
آپ نے سورہ انفاس کی ۱۵۳ نمبر کی آیت مضمون کے درمیان سے پیش کی

ہے اصل مضمون آیت نمبر ۱۵۱ سے شروع ہوا ہے اس میں احکام اس طور پر
ہیں، (۱) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، (۲) میں باپ کے ساتھ حسن سلوک
کرو، (۳) اپنی اولاد کو غصے کے خوف سے قتل نہ کرو، (۴) مجھ پر کھلی ہر قسم کی بے
میاںی سے بچ (۵) جس پہن کی اللہ نے حرمت رکھی ہے اسے ناحق نہ لہو (۶) تھیں

کے حال میں خیانت نہ کرو (۷) آپ قول یعنی برائے انصاف ہو (۸) جب بات کہ انصاف کی کوئی بات نہ ہو، معاملہ رشتے دار کا ہو، (۹) اللہ سے کیا ہو احمد چار اگر وہ انعام کے بعد فرمایا اور یہی میری سیدھی بات ہے، جس اسی پر چلو، دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ وہ تم کو اللہ کے راستے سے ہٹا کر دیں گے، یہ علم عقائد اور حسن اخلاق پر مبنی مشکلات کے بارے میں مائل ہوا ہے، یعنی عقائد اور حسن اخلاق کی ہر ایک غلطی اللہ سے اس میں ذرا نادم اور نادم ہوئے تو گمراہ نہ۔

پھر آپ یہ بتا رہے کہ قرآن میں جو یہ فرمایا گیا ہے وَمَالَنَا إِلَّا نَفْسُكَ عَلٰی اللّٰهِ وَلَقَدْ هَدٰىنَا سَبِيْلَنَا (ایم ایم ۱۲) یعنی اور ہم کیوں نہ اللہ پر بھروسہ کریں کہ اس نے ہمیں راستوں کی رہنمائی بخشی۔ سہا سب سے سبیل کی۔ سبیل کا مطلب راستہ اور سہا یعنی راستے اللہ نے صرف ایک راستے کی رہنمائی بخشی نہیں بلکہ اللہ نے راستوں کی رہنمائی بخشی تو جب اللہ نے راستوں کی رہنمائی بخشی پھر میں پر چٹا کیوں نکلا نمبر ۲۱

اسی طرح سورہ نادمہ (آیت ۱۳) میں ارشاد ہوا ہے "يَهْدِيْٓ بِهٖ اَللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سَبِيْلَ الْمُسْلِمِ" یعنی جو لوگ اس کی اتباع پر چلتے ہیں اللہ ہی کو اس (قرآن) کے ذریعے سلاحتی کی راہیں دکھاتا ہے، یہاں بھی ایک دہکاؤ کر نہیں بلکہ راہوں کا ذکر ہے، اور یہاں کی ہدایت اللہ تعالیٰ کا انعام اور امتداد قرآنی مبنی

اسی طرح سورہ عنکبوت کے آخر میں آیت نمبر ۶۹ ہے "وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا قَبِيْلَتَا لَعْنَتُهُمَا سَبِيْلَنَا" یعنی جو لوگ ہماری دشمنائے دائرہ دھوپ کریں گے انہیں ہم اپنے راستے دکھائیں گے، یہاں بھی لفظ نکل ہے، یعنی راستے صرف ایک راستہ نہیں۔

اب آپ خود فرمائیے کہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے راستوں کی رہنمائی بخشی

کو اپنا اسلوب اور فضل قرار دیا اس سے کیا یہ ظاہر نہیں ہو چکا کہ حق کو نیز ان باتوں میں یکسانیت مطلوب ہے اور عبادات میں مختلف انداز اور اسلوب مطلوب ہیں ان کو ملحوظ رکھنا واجب ہے۔

گھائے رنگ رنگ سے ہے زینت ہمیں

اے اولیٰ اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

صاحب شریعت علیہ السلام نے اسی لئے مسائل میں گنجائش رکھی ہے اگر مطلوبہ مقصود یکساں انداز کی عبادات ہو تھیں تو اس مسئلے میں واضح، محکم اور دونوں اختلافات دیتے جاتے جیسے قیام، کوٹھ اور سجدے کی حیثیت پر تمام مسائل مختلف ہیں اسی طرح خواب میں بھی اختلاف کی گنجائش باقی رہ گئی جاتی، خواب میں گنجائش اور سے مالک و روپ نے اسی لئے رکھی ہے کہ اسے دیکھ لگی، غور اور تفق انداز پسند ہیں ورنہ لازماً تمام خواب کیلئے یکساں حکم ختمی کے ساتھ نافذ کر دیا جاتا، نبی اکرم ﷺ نے جس امر کے نفاذ میں توسع فرمایا اور گنجائش رکھی اس میں آپ حضرات بھی پیروکار، چاہتے ہیں دین حقین نے سولت کی راہ کھلی رکھی ہے، لیکن انہوں نے غیر مقلدین سولت سے غروری کو ترجیح دیتے ہیں۔ خود آنحضرت ﷺ نے ایک مرتبہ کہہ صحابہ کرام کو حکم دیا کہ فلاں جگہ جلد از جلد بیٹھو اور مغرب کی نماز میں نماز کرو، صحابہ کرام نے جلد روانہ ہو گئے مگر راستہ میں ہی مغرب کا وقت ٹک ہونے لگا تو کچھ صحابہ کرام نے راستے ہی میں نماز نوا کی یہ سمجھتے ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کا مقصد اس جگہ جلد از جلد پہنچنا تھا جب کہ مغرب تک وہاں پہنچنا ممکن نہیں ہے اسلئے نماز کیوں تھا کی جائے مگر کچھ صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ کے ظاہری الفاظ پر عمل کرتے ہوئے راستے میں نماز نہیں پڑھی بلکہ منزل پر پہنچ کر نماز نوا کی، بعد میں رسول اللہ

ﷺ کے سامنے یہ مسئلہ پیش ہو گا اور آپؐ وہی فریق کے قائل ہوں گے کہ کوئی تنقید نہیں فرمائی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے احکام کی تفسیر میں اگر اجتہاد کی انتساب ہوتا ہے تو وہ باعث تنقید نہیں ہے۔ آپؐ نے دین میں کبھی نہیں فرمائی کہ آپؐ امام کو سونپوں سے کیوں محروم کرتے ہیں۔؟

عبدالجلیل: سونپوں سے تو آپؐ لوگ دنیا کو محروم کرتے ہیں، شوافع ہیں اصلو تین کورست نہیں سمجھتے، نہ ہم لوگ عسکر و مصر اور مطرب و مہنک ایک ساتھ لڑا کرنے کی کھانٹ کے قائل ہیں۔

شوکت: اس مسئلے میں بھی آپؐ اور شیوخ حضرات ایک ہی روشنی میں سار ہیں، شیوخ فرماتے ہیں کہ لوگ تین وقت لہا کر لیتے ہیں، اور آپؐ بھی تین وقت میں پانچ لہا کر لیتا کافی سمجھتے ہیں حضرت امام ابو حنیفہؒ کی تحقیق کے مطابق جمع ہیں اصلو تین عورات اور مردانہ میں بھی شرفاء کے ساتھ مسنون ہے کسی اور سوچ پر جمع کا حکم نہیں دیا گیا، ترمذی شریف کی ایک روایت سن لیجئے: *عن ابن عباس عن النبی ﷺ قال من جمع بین الصلوٰتین من غیر طہر فقد اضر ماہما من ابواب الکہانہ* یعنی حضرت عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جو شخص بلا طہر جمع بین الصلوٰتین کرے اس نے کہاڑ میں سے ایک کبیرہ گنوا کر لیا، امام ترمذی نے اپنی سوانح میں حضرت عمرؓ کا ایک فرمان نقل کیا ہے: *انه کذب فی الاذان بنتھا ہم ان یجمعوا بین الصلوٰتین ویغیر ہم ان یجمع بین الصلوٰتین فی وقت واحد کبیرۃ من الکہانہ* یعنی یہاں تک کہ اللہ نے ہم صلوٰت میں لڑنے کی بجائے جمع بین الصلوٰتین کی سخت کر دی تھی اور انہیں خیر اور کیا تھا کہ ایک وقت میں دو نمازیں جمع کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ایک کبیرہ گناہ ہے۔

جن احمدیہ سے جمع بین الصلوٰتین کا جو طریقہ ظاہر ہوتا ہے، تحقیق کی جائے تو

ہوں سے صرف اتنا ثابت ہو رہا ہے کہ ایک لفظ اپنے آخر وقت میں لٹا کی جائے اور اس کے بعد اہل دوسری نماز شروع وقت میں لٹا کی جائے۔

میں نے آپ سے یہ عرض کیا تھا کہ غیر مقلدین دین کی عطا کردہ سہولت سے عروہ کو ترجیح دیتے ہیں اس سے میرا اندازہ اس طرف تھا کہ ایک عام شخص جو دین کا مکمل علم حاصل نہیں کر سکتا، کسی مستحکم نام فہ کی تھکے اختیار کرے تو اسے عبادت کی تمام باتوں کے مطابق کی ضرورت باقی نہ رہے گی، مجھ نے اس کے لئے کمرے علم و اندازہ کی ضرورت ہے جیسے وکیل بننے کے لئے باہر قانون بنا ضروری ہے زندگی کے سترہ اقدار سال تعلیم حاصل کرے اور پانچ دس سال کسی باہر وکیل کے ذریعہ رہے تو اسے حق پایا جاتا ہے کہ وہ قانون کے بارے میں اپنی ذہن کھولے۔

کسی فن میں مہارت اور کمال حاصل کئے بغیر اس فن میں بحث کرنا بلکہ اس فن کے ناموں پر ذہن تنقید اور تنقیص کو نہ صرف ہٹل اور بے وقوفی کا کام ہے۔ اس سب سے کہ جو لوگ عربی زبان کے چند جملے اپنے طور پر بول یا سمجھ نہیں جانتے وہ فن کے خلاف ذہن درازی کرتے ہیں جنہوں نے پچاس پچاس، ساٹھ ساٹھ سال تک درجائے علم و فن میں غوطہ زنی کی ہے یہی وجہ ہے کہ کلیان بینش کا غیر مقلد سو کئی چاروں کے غیر مقلد سے فلک خیالات دکھاتا ہے، لیکن دوسرے کا غیر مقلد اگر میرا کہے بغیر مقلد سے مختلف نظر کرتا ہے اس طرح آپ لوگ اپنے مسلک میں بھی پرچائے جماعت مختلف تھے ہیں، اسی جماعت اور کم فہمی کی بنا پر آپ حضرات اکثر جماعت کی فہم سے عروہ رہتے ہیں، یا بھاگ بھاگ کر اپنی ذہن و اندازہ کی سمجھ میں پناہ لیتے ہیں یہ ہے سہولتوں سے عروہ کی بات۔ سمجھتی کی چھ سو سے زائد مساجد کے دروازے جماعت کی نماز کو اکرانے کیلئے آپ نے اپنے آپ پر بند کر رکھے ہیں، اور چھ مساجد پر

مذکورہ جہان میں یہ ہے سورتوں سے عروہ اور تکذ حنی، اور اعلیٰ یہ ہے کہ ہم
ابو سعیدؓ سے مسک پہ اس یقین کے ساتھ عمل کرتے ہیں کہ ان کا مسک سنت کے
مطابق ہے؟ ہم امام باک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے مسک کو بھی سنت سے
قریب ہی سمجھتے ہیں۔

عبد الجلیل: کتنی عجیب بات ہے آپ کی۔ وہ مختلف مسک ہوں تو ان میں سے
ایک خدا ہو گا اور سراسر دست و خوں علیٰ دست کیسے ہو سکتے ہیں؟

شوکت: کیا آپ کو دور سلیمان علیہ السلام کا واقعہ معلوم ہے۔

عبد الجلیل: میں قصوں کے پتھر میں نہیں پڑتا، مجھے تو کوئی نمونہ حدیث بتائیے؟
شوکت: دور سلیمان علیہ السلام کا واقعہ قرآن مجید کا ذکر کر رہا ہے قرآن پاک
حدیث میں سے زیادہ اہمیت کس کی ہے؟

عبد الجلیل:۔۔ پہلی اہمیت قرآن کی ہے اور حدیث دوسرے نمبر پر ہو گی ہر
ماں آپ قصہ بتائیے۔

شوکت: سورہ انبیاء کی آیت نمبر ۷۸ ملاحظہ فرمائیے "و داؤد و سلیمان لا
یحکم فی الحوت لہ تلکنت فیہ غنم القوم یوکلنا لحکمہم شاہدین"
لفظہا سلیمان و کلاً انہما حکماً و علما، یعنی دور سلیمان جب اس کھیتی کا
بھرا پانا رہے تھے جس میں کچھ لوگوں کی بکریاں جاگھسی تھیں اور ہم ان کے فیصلے پر
نظر رکھتے ہوئے تھے، چنانچہ ہم نے سلیمان کو سوال کیا کہ دور ہم نے ان میں سے
کون ایک کو غنم قوت سے نوازا تھا۔

پچھتے حضرت دور علیہ السلام نے ایک فیصلہ دیا، لیکن سلیمان علیہ السلام نے
یہ دور مسک پیش فرمایا دور علیہ السلام کو ایسا محسوس ہوا کہ ان کے اپنے فیصلے کی پ

نسبت جینے کا مشورہ زیدہ، بصر ہے تو انہوں نے اپنا فیصلہ بدل دیا اور نبیوں کے درمیان اختلاف ہو اللہ تعالیٰ نے اس پر فرمایا کلاً اتینا حکماً و علماً یعنی ہم نے ان میں ہر ایک کو علم و حکم سے نوازا تھا دیکھئے وہ بالکل مختلف مسلک تھے اور دونوں ہی درست۔ صحیح اور طہر عکس کے مطابق!

عبدالجلیل: آپ قرآن کریم کی جو کتاب پڑھتے ہیں کیا صحیح پڑھتے ہیں؟ یا پچے شیخ الحدیث مولانا محمد الحسن کی طرح غلطی سے نقل کر دیتے ہیں، کیا آپ کو معلوم ہے انہوں نے قرآن میں تفسیر کراہی ہے۔

شوکت: انسان غلطی کا پتلا ہے، مولانا سے بھی بے شک غلطی ہوئی ایضاً الادب میں قرآن مجید کی ایک آیت میں کتاب لک گیا اور آیت لکھا نقل ہو گئی بس وہ ممکن ہے یہ غلطی کتاب کی مطابقت کے وقت کتاب صاحب کو کتاب لک جانے سے ہوئی ہو جہم شیخ الحدیث کے ہاتھ میں شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ نے بھی اطلاع پاتے ہیں اس غلطی کا مترادف کر لیا تھا ایضاً الادب کے سنی ایلمینٹوں میں اس آیت کی تصحیح کر دی گئی ہے، دیکھتا یہ چاہیے کہ کیا لکھا آیت نقل کرنے کا مشورہ تفسیر قرآن میں قرآن ہے یا یہ کتاب ایک سو ہے مولانا سے آیت نقل کرنے میں ضرور چوک ہوئی لیکن اس سے جو دلیل پیش کی گئی اور اس قرآن کے مطابق ہے اس سے ثابت ہوا کہ یہ غلطی مولوی غلطی نہیں تھی مولانا کا اور ایضاً الادب کے جدید نسخوں میں اس غلطی پر تاکید نہ استہ انہوں نے کیا کیا ہے۔

اب سنئے! سنی مسلک کے روح رواں اور عالم اسلام میں غیر متعلقہ ہندوستانوں کے فاضل مولانا محمد احمد مدنی، نے اپنے حقے و اہل اللہ سے قرآن شریف چھپوانے سے ان میں غلطیوں کو دیکھ کر ان کے غلط کام کو

بدنیت میں آگئے۔ یہ امر ان کی نفوس میں لایا گیا خطرہ پیدا ہوا کہ عوامی کم شروع ہو جانے کی توہین کا سبب ہو کر دکھایا گیا۔

جس طرح ایضاً الاول میں قرآن کی غلط آیت غیر لادوی طور پر چسپاں تھی اسی طرح مولانا محمد امجد لادوی صاحب کے قرآن کی غلطیوں بھی عیناً غیر لادوی ہی تھیں۔

اب آپے دانستہ طور پر جان بوجھ کر جو غلطیاں غیر مقلدوں نے کی ہیں ان کی طرف بھی توجہ کریں مثلاً صاحب نے انکشاف کیا کہ قرآن کی کتاب "قرآن وحدیث" اور مسک علی حدیث "کی کتابت کے دوران انہیں مشکوٰۃ شریف میں ایک حدیث دیکھنے کی ضرورت پیش آئی کہ بانی بک ڈپو کی شائع کردہ مشکوٰۃ میں اس حدیث کو تلاش کیا وہ نہ مل سکا حالانکہ وہی روایت ترمذی، ابو داؤد، نسائی، مشکوٰۃ، مظاہر حق میں موجود تھی لیکن بانی بک ڈپو کے نسخے سے غائب تھی، اس درکار میں وہ اس وقت فاش ہو اب بانی بک ڈپو کے مالک حکیم مصباح الدین صاحب نے بتلایا کہ اس کا ترجمہ ایک غیر مقلد نے کیا ہے اسی نے شرائط حدیث کو غائب کر دیا۔

اسی طرح لاہور سے چھپی مسلم شریف میں سے حضرت مرثیٰ فضیلت پر مشتمل ایک طویل حدیث غائب ہے یہ کرشمہ بھی غیر مقلد کا ہی کام ہے، مولانا مالک کے عربی نسخے میں موجود دو حدیثیں لادوی سے غائب ہیں جو غیر مقلدوں کے مسک کے خلاف جاتی ہیں، اب آپ سچے دل سے بتائیے کہ کیا غیر مقلدین کی یہ غیائیں قابل مواخذہ نہیں ہیں؟

مبادی الخلیل :- آپ اتنی معلومات رکھتے ہیں مگر حدیث پر عمل کرنے میں آپ کو کیا دشواری ہے؟

شوکت: "الحمد للہ میں حدیث کے مطابق ہی عمل کرتا ہوں، لیکن حدیث سمجھنے کیلئے اپنے آپ پر نہیں بلکہ اثرِ فقہ پر اعتماد کرتا ہوں کیونکہ وہاں ہرین حدیث تھے، آج کل کے غیر مقلد یہ اسے نام ہی غیر مقلد ہیں اصلاً تو وہ اپنی مسجد کے امام اور اپنے مسلک کے ملائے موجود ہی کی تقلید کرتے ہیں۔"

عبد الجلیل: بالکل ملتا ہے میں کسی کی تقلید نہیں کرتا۔

شوکت: پھر آپ مسائل کیسے سمجھتے ہیں؟

عبد الجلیل: صحاح ستہ کی کتابوں سے آپ ﷺ کی سنت معلوم کر لیتا ہوں اور اس پر عمل کرتا ہوں۔

شوکت: آپ ﷺ کے فرامین عربی زبان میں ہیں، کیا آپ عربی زبان جانتے ہیں؟

عبد الجلیل: نہیں! عربی نہیں آتی تو کیا ہو اللہ عزوجل سے حدیث کچھ لیتا ہوں۔

شوکت: مطلب یہ کہ ترجمہ کرنے والے نے جو مطلب سمجھا ہے اس پر اعتماد کیا کرتے ہیں اور آنکھیں بند کر کے اس کی پیروی کرتے ہیں۔

عبد الجلیل: اس کے بغیر ہمارا کیا ہے؟ عربی زبان سمجھ بھی لوں تو آپ پر ہمیں کس کس امر میں کس پر اعتماد کیا؟ سنت میں کس کی پیروی کی؟ آپ خود کلام مجھے تک کر رہے ہیں۔

شوکت: براہِ اصل دین کو آپ ہی لوگوں نے تک اور سخت مٹا دیا ہے مالاکھ اللہ تعالیٰ نے تو صاف فرمادیا ہے، **یرید اللہ بکم اللہ یسر ولا یعسر** اللہ تمہیں خود سہل کر دے اور سہل کر دے اللہ تعالیٰ تمہاری آسانی چاہتا ہے علیٰ میں خود سہل کر دے اللہ تعالیٰ تمہیں سہل کر دے اور سہل کر دے اللہ تعالیٰ تمہیں سہل کر دے اور سہل کر دے۔

لام ام حنیفہ کے بارے میں ہمیں یقینی ہے کہ وہ ہم سے بڑا اور جب زیادہ محترم طور پر مدح میں لکھتے تھے، ان کی تلمیذ کی شاہد ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے چے عاشق اور شیخ سنت تھے، وہی کے حوالہ اور انکی عقلی اپہرے کو خوب لکھتے تھے، اسی احقر کی وجہ سے ہم لام ام حنیفہ کی عقلیت کو مسترد نہیں کر سکتے ہیں اسی کو جبراً ہی کہتے ہیں اس کے برعکس آپ لوگ اپنی سہ کے لام کی تقلید کرتے ہیں جو آپ کو ہر طرح کی حمایت اور جھوٹ دیتا ہے۔ مثلاً

(۱) سنتوں کے ترک کی حمایت کیونکہ بہت سے غیر مقلدین سنت نمازوں کے قریب یا دور ہیں۔

(۲) مزایک یہ کہتے لو کہیں گے حاکم وہ ایک وہ نہیں گیدہ کہتے تک وڑ کے قائل ہیں لیکن ایک دہکتے ہی مومناؤں تھے ہیں کیا آپ نے کبھی گیدہ کہتے دڑ کی مدح پر عمل کیا ہے؟

(۳) بہت سے لوگ ۱۰۰ دہکتے تو مانع لو کرنے سے بچنے ہی کی خاطر غیر مقلدیت کے دامن میں پھن لیتے ہیں اور آخر دہکتے نمازوں کرنے میں عاجزیت لکھتے ہیں۔

(۴) تسبیحات کی پانچویں سے آواز ہو جاتے ہیں بہت کم غیر مقلدین تسبیحات اور ذکر و نماز کے پانچ ہیں۔

(۵) ایک ساتھ نہیں لکھتے دیکھا کبیرہ ہے، ایسے کلمہ گاروں کو ابوالنس اور جھوٹ دی جاتی ہے کہ کوئی بات نہیں انہیں دینے کی نیت کے باوجود ایک ہی لگی

(۶) ان سب سے اہم امر یہ ہے کہ آپ لوگوں کا یہ خیال کہ سلاطین صحابہ کرام کے اعتادات ظاہر تھے ایمان کیلئے زہر قاتل ہے، ان کے اعمال کو بہت دور مگر انی قرآن و حدیث و احادیث، حضرت علیؓ، ام المومنین حضرت عائشہؓ

صدقہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم پر آپ کے بعض طالبانِ فتنہ پوچھنے کی ہیں حالانکہ مومن کی خصوصیت قرآن کی رو سے اس دعا کے مطابق ہونی چاہیے کہ ”ربنا اغفر لنا ولاخوانناالذین سبقونا بالايمان ولا تجعل قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رؤوف الرحیم (حشر ۱۰)“ یعنی اسے اللہ سے آپ ہمیں اور اللہ سے مومن بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں بخش دے اور اللہ سے دل میں مومنین کے لئے کوئی کھوٹ نہ رکھ ہے بلکہ اسے آپ تو نرمی والا مہربان ہے۔

انہوں نے کہا کہ غیر مقلدین حضرات مومنین میں سے سابقین الاولین کے لئے بھی اپنے دل میں کھوٹ نہ رکھتے ہیں شیعوں کی طرح یہ لوگ بھی اسلام کی مادیہ جزئیوں کے خلاف ذہانِ درازی کرتے ہیں اور ان کھنگویہ امر تحصیل کے ساتھ سامنے آچکا ہے کہ کئی امور میں شیعہ اور غیر مقلد ایک ہی صف میں ہیں آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ غیر مقلدوں کا ایک ذرہ دستِ اکیل اور عالمِ مومن امر واقعی سنی جس نے تھپیہ کے خلاف مصباح الادلہ لدفع الادلۃ الاذللۃ بالی کتب میں حتیٰ مسک پر اٹھائی ہے بلکہ اگلے صفحے کے آخر میں جہاد میں جہاد کا قول کر لیا تھا خود مرزا نظام احمد قادری پہلے غیر مقلد تھے بعد میں نبوت کا دعویٰ کر کے داخل جہنم ہوئے۔ اس طرح غیر مقلد مولوی اسلم جہان پوری مرتے وقت منکر حدیث کی صفِ ازل میں شامل ہو گئے تھے۔

یہ ہے انہماکِ مصلحہ کرام اور اثرِ عظام سے کینہ رکھنے والوں کا! آپ نے غیر مقلد عالم مولانا محمد حسین ڈاؤنی کا نام لیا ہوگا۔
عبدالجلیل: ہاں مولانا محمد حسین کے بارے میں جانتا ہوں ان کا رسالہ

مشہور ہے وہ تو اخیر مرتکب مطلقاً رہے نہ کھانپائی نہ نہ منکر حدیث شوکت: انہوں نے اپنے اسی رسالے کی جلد ۱۱ شمارہ ۲ صفحہ ۵۳ پر لکھا ہے۔
”لیکن جس برس کے تجربے سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی کہ جو لوگ یہ علمی کے ساتھ
بجائے مطلق اور مطلق تقلید کے ہمارے بن جاتے ہیں وہ ان کو اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں،
ان میں بعض جیسائی اور بعض لادہ بے بن ہاتے ہیں، جو نہ کسی دین و مذہب کے پابند
نہیں رہتے اور احکام شریعت سے فسخ و خروج تو اس آزادی کا کافی نتیجہ ہے۔“

عبد الجلیل: انہوں نے بھی تو میں سوچتا ہوں کہ جب تک میں مطلقہ خدا کو
لاکار، نواضل اور جماعت کا کسی قدر پابند تھا، لیکن جب سے اہل حدیث نے ہوں میرا
زیادہ تر وقت دوسروں کی تقلید اور غیرت میں صرف ہوا ہے میری زبان پہلے گالی سے
باز آتا تھی، لیکن اب جو سوسائٹی مجھے ملی ہے اس کا اثر یہ ہے کہ گالیاں میری زبان پر
رواں ہو گئی ہیں میرا تجربہ ہے کہ حد سے اکثر ساقی نہیں دین میں انتہائی خراب ہیں،
اس کی وجہ کچھ میں نہیں آتی، حالانکہ میرا تعلق غربا اہل حدیث سے ہے جس کے
لئے خود ہی پہچاننے نے ہمیں کوئی فرمائی ہے کہ غربا کیلئے بھارت ہے ہر جگہ نہیں
حد سے ملنے میں یہ انتہائی اہل گناہ ہے؟

شوکت: پہلے یہ غلط فہمی دور کر لیجئے کہ حدیث میں غربا اہل حدیث کے لئے کوئی
بجارت ہے استغفر اللہ! حدیث شریف کے الفاظ ہمیں تم مجھے یاد ہیں
”وہ اس طرح ہیں بد الاسلام، غریباً، سبوعود، غریباً، فطوس للقریاء،
(وہ کا قال طبع الاسلام) مگر انہی کی مشیت سے اسلام کی ابتداء ہوئی وہ بدوہ و انہی
بن کر وہ جانچ تو سہا کر رہے انہیں کیلئے ”اس میں غربا اہل حدیث سے لئے کوئی
بجارت نہیں کہیں کہ یہ ہم میں کی جماعت کیلئے انہوں نے خود اختیار کیا ہے جس طرح

بدعتی حضرات نے اپنے آپ کو سنی تہذیب کا داعی کر دیا ہے، لیکن سنی نام نہاد تہذیب کی خلاف ورزی کرنا آخرت میں ہرگز مفید نہیں ہو گا۔ آپ کا یہ سوال کہ غیر مقلدین میں ذکر و لکھار کی طرف رغبت کم ہوتی ہے، نیز عقلی خرابیاں ان میں نسبتاً زیادہ پائی جاتی ہیں، ان کی وجہ ظاہر ہے کہ ہر غیر مقلد اپنے آپ کو کڑوں مسلمانوں سے افضل و اعلیٰ سمجھتا ہے۔ وہ یہ سمجھ کر رہا ہے کہ چودہ سو سال میں طوائف امت نے جو بات نہیں کہی، وہ میں نے کہی ہے۔ یہ ”میں بہن“ ہی شیطان کو لے ڈالنے کا ہی طریقہ فرعون کے ذہن میں ابھی بھی تھا کہ وہی سب سے اشراف و اعلیٰ ہے، اسی اصحاب نے قوموں کو گمراہ کیا، جب ابھی کسی گمراہ میں اپنے غم و مں ہونے کا فرور پیدا ہو گا، ضرور دلدور است سے بھٹک جائیگا۔

عبدالجلیل: میں نے دراصل اہل حدیث مسلک، ترویج کی ہیں، کھنٹوں سے بچنے کی خاطر اختیار کیا تھا، پھر جوں جوں ان لوگوں سے ملتا رہا، ان کی بتائی ہوئی احادیث پر دست بردار ہو گیا ہوں۔ ان لوگوں کی مسلک صحیح ہے، آپ نے ترویج اور ترویج کا کافی ملال کر لیا ہے، اسی الجھن میں اہل دین رہا ہے، تاہم مجھے آپ لوگوں کی فقہ کی کتابوں پر غصہ اعتراض ہے، ان کے مولانا عبدالجلیل سامرہ وادی صاحب نے اہل حدیث کی حقیقت اور انہی حقیقت کی کتابوں میں واضح فرمایا ہے کہ عقلی کتابوں میں غایت ہی شرمناک قسم کے مسائل لکھے گئے ہیں مثلاً پوچھنے سے صحت چھ مسائل عقلی کتب فقہ میں ہیں کیا یہ عقلی گمراہی کی علامت نہیں ہے؟

شوکت: کیا ان قسم کے مسائل حدیث میں نہیں ہیں؟

عبدالجلیل: اب تک تو میں نے ایسی کوئی روایت کسی حدیث کی کتاب میں نہیں دیکھی۔

شوکت: در اصل احادیث میں آپ صرف اپنے ہی مسلک کی تائیدی روایات دیکھتے رہتے ہیں، اگر واقعی آپ نے احادیث کا مطالعہ کئے زمین کے ساتھ کیا ہو تو مکتوبہ کی یہ روایت ضرور ملتی عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اتى بھمة فاقطعوا واقطوباً معہ قبل لاین عباس ما شان البھمة؟ قال ما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ذلك شیئا ولكن اراء کثر ان یوکل لحمها او ینتفع بہا۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو کوئی جانور کے ساتھ بد فعلی کرے اسے قتل کر دو نیز اس جانور کو بھی حضرت ابن عباس سے پوچھا گیا کہ جانور کا کیا قصور ہے؟ فرمایا میں نے اس کے حلق کی انکرام ﷺ سے کچھ نہیں جانتا میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے اسے بچھڑا دیا کہ اس کا گوشت کھایا جائے یا اس سے کوئی اور کام لیا جائے۔

در اصل عبد الجلیل سامر دوی صاحب نے لڑو ڈاؤنر کی چند عبادتوں کا گھنہ پور گندہ تجربہ کیا ہے تاکہ عام کوخت سے بد فعل کیا جانے والی گندہ ذہبت لے کر کوئی خدا نخواستہ قصداً کم حرث لکم کی شان نزول ابوداؤد میں چڑھے تو احادیث سے بد ممکن ہو کر مگر یہ حدیث کی صنف میں شامل ہو جائے۔

حقیقت یہی ہمیں عمل ملتا ہے جو انسانی زندگی کے ہر گوشے سے غفلت رکھتا ہے اور زندگی کے ہر پہلو کے مسائل میں رہنمائی دیتا ہے، پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ بعض خاص، طہارت، نہایت، فصل، خیمہ، ذبا، دولت، اور بد فعلی، غیرہ کے مسائل سے کتنی ہی خالی رہتیں، عبد الجلیل سامر دوی نے جن عبادتوں پر اعتراض کیا اور لفظ کا خدق دیا ہے فیک انہی کے انداز میں اسی قسم کی روایتوں کو پیش کر کے مگر یہ

جو بیٹ نے انکار جو بیٹ کا کھنڈ کر کیا ہے۔

عبدالجلیل: آپ یہ تو سوچئے کہ کیا کوئی انسان جانور سے بد فعلی کر سکتا ہے؟
 شوکت: مگر جانور سے بد فعلی ممکن نہ ہوتی تو جو بیٹ شریف میں یہ مسئلہ کیسے آتا؟
 یوروپ اور امریکا میں جو نہیں کتے پالتی ہیں انکو چھٹی، ہاتھی، بیل کرتی اور گود میں
 لئے بھرتی ہیں۔ یہ ایک ذمہ و مثل ہے کہ جانور سے جسمانی لذت حاصل کی جاتی ہے
 سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس طرح لذت اندوز ہوتے ہوئے اگر کسی روز سے دل مر دیا
 صورت کو اترال ہو جائے تو روزہ عاصد ہو گیا نہیں؟ اگر طلاء جواب نہ دیں تو افسوس دیا
 جائے گا کہ علم دین سلفہ اقصیٰ ہے اور جواب دیا جائے کہ "روزہ عاصد" سے عاصد
 ہوتا ہے عقل اترال سے نہیں، البتہ عقل واجب ہو گا، روزہ صحیح ہو جائیگا۔ تو
 یہ دیکھنا کیا جانے گا کہ عقل اور بے حیائی کی بات کی اس مثل پر آپ قیاس کر سکتے
 ہیں کہ سامردی صاحب کے اعتراضات کس قدر بے بنیاد اور بے دوزن ہیں، انوس
 ہے کہ اسی طرح کے جہالت، بھڑے، ہیزائیات پیش کر کے فقہائے کرام کو مطعون
 اور بدنام کر کے لوگ اپنی عاقبت برباد کر رہے ہیں۔ من حکم کتابوں کا سر امجد الجلیل
 سامردی کے سر ہے، آئیے اس خانہ کی نظیر جو خدو برلا جائے، عبد الجلیل کے
 دلائل سامردی تھے انہوں نے تقریباً ایک سو اسی سال قبل غیر مقلدیت کا یہ ہد
 شروع کیا، مقلدوں کو بد بد پہنچا کرتے رہے، بظاہر عقلی عالم دین طر قرقن سولانا
 ابو محمد اہل عقل کے ساتھ ڈائجیل میں ۷، بعدی الاول ۳۰۰، ۳۰۱ اور روزہ جو من کا
 پہلا مناظرہ ہوا اور سرے روزہ سورت میں بحث ہوئی، اس مناظرے کے گھر میں ہم بیس
 آفیسر اور ایم فیل صاحب تھے، انہوں نے اس مناظرے کی رپورٹ بھی پرنٹ
 کروائی ہے، جس کی نقل داتا برہمی مفتی سولانا سید عبدالحکیم صاحب لاچھوری کے

پاس آج بھی ائمہ نے موجود ہے اس منظر۔ میں محمد سمرودی کو بانی امت اٹھائی
 چڑی ہن کے بے شمار ہیں انہوں نے غیر مقلدیت سے تو یہ کی چند سال بعد خود محمد
 سمرودی نے بھی تو یہ کی اور اس زمانے کی مشہور شخصیت مفتی شیخ موسیٰ
 ذکیہ پوری رحمہ اللہ علیہ سے بیعت کی، ایک عربی قصیدہ۔ میں انہوں نے اپنے
 صاحب کی شان و شخصیت کا خدشہ کرنا ہے مولانا عبد القادر صاحب بن تائب
 کرامات موسویہ میں اس کی تفصیل ہے مولانا محمد سمرودی کی نسل میں محمد انجیل
 سمرودی پیدا ہوئے، جن کے متعلق کرامات موسویہ میں مولانا محمد سمرودی نے
 بیان کیے ہیں۔

محمود بن کے (مولانا محمد سمرودی کے لواحق تے آج کل موجود ہیں جن میں
 ایک عبد الجلیل صاحب نوجوان عالم ہیں مگر علوم و فنون سے زیادہ تعلق نہیں رکھتے
 صرف کچھ دیانات اور عربیہ فیروہ سے مناسبت ہے) (صفحہ ۶)

ابن عبد الجلیل سمرودی نے فقہ کی کتابوں سے ایسی عبادتیں نقل کیں جو
 انکی ذہنیت کے اعتبار سے گھڑی طور پر حیاتی پر مبنی تھیں، ان عبادتوں کا نہایت ہی
 گھڑی طور پر باطنی ذہن میں ترجمہ کیا، سافرت کا ماحول بن گیا اور اس میں قانون کا مسئلہ
 پیدا ہو گیا، پولیس میں شکایت درج کرانی محلی ٹیکشن ۲۰۰ کے تحت یہ نہیں کیا، ایک گھر
 ہو اور سرکاری مقدمہ دائر ہو گیا، اس سلسلے میں پولیس سب انسپکشن، ایف۔ایم۔ایف۔ایم۔
 نے محلی عالم مولانا مفتی سید عبد الرحیم (مفتی رائد) سے ملاقات کی اور ان سے
 وضاحت فرمائی کہ بے شک ہماری کتب فقہ میں یہ مضامین ہیں۔ لیکن انہیں کبھی نہیں
 نہ کیا، جس طرح کوئی شخص اپنی ہی کو۔ کی ضرورت ہے تو حقیقت کے اعتبار سے
 غلطانہ ہونے کے باوجود اسے بے غلطی اور حفاظت کیا جائے گا۔ ایسی مداخلتیں

ہفت کے تھے اس کا مقصد نقد کا ذوق و لہجہ اور عوام میں اس کے خلاف بد فہمی پھیلانا ہے اسی مقصد کے تحت ترجمہ نہایت ہی گنہگار و بازاری زبان میں کیا گیا ہے۔

اس مقدمے سے پہلے میں مفتی صاحب کورٹ میں بھی تخریف لائے عدالت میں ڈیڑھ گھنٹے تک تقریر کی اور واضح کیا کہ فقہانے ان مسائل کو کن ضرورتوں کے تحت چن کر کیا ہے، مجلسین نے ایک مسئلے کی وضاحت میں کراٹھ اڑا کر کیا کہ سامروہی کے اثرات میں کوئی ذہن نہیں بلکہ یہ لپ اور بے سود و انداز ترجمہ شاعر کی سزا ڈال ہے۔

سامروہی صاحب کے پاس اپنے دفاع میں کوئی جواب نہ تھا اس لئے انہیں وکیل نے منظور کیا کہ تم بیان دے دو کہ یہ ہفت نہ میں نے لکھا نہ چھو لیا نہ تقسیم کیا ہے، سامروہی صاحب نے شیعوں کے انداز میں فقہ کر لیا، وکیل کی بیوی و تحفہ کی اور بھری عدالت میں جھوٹا بیان دیا۔

شر کے لوگ قحب کر رہے تھے کہ اگر سامروہی نے ہفت نہیں لکھا تھا تو میں نے جواب میں لکھا کر دیتے مقدمہ قائم ہی نہ ہو باوجود کورٹ میں یہ ذلت نہ قبول کرتی۔

یہ مقدمہ گواہ میر نے لے کر جب خارج کر دیا گیا، اس کی تفصیلات گجرات کے ۱۹۵۷ء کے رسالوں اور اخبارات میں دیکھی جا سکتی ہے، میراج (کراچی) سے لکھے والے پیغام ہائی گجراتی رسالے میں بھی اس کی تفصیل موجود ہے، مجلسین کا کام سی۔ ڈی، گوشتا یہ مقدمہ عزا اور لہجہ صوبہ رنگ پر لیس کا مالک تھا۔

یہ حال اس شخص کا ہے جس کی تقلید یہ غیر مقلدین کر رہے ہیں۔

عبدالجلیل : استغفر اللہ ! استغفر اللہ ! اللہ تعالیٰ میرے گناہوں

کو سبب فرمائے اور مجھے ایسے نیک سے بچائے کہ ظہرِ اقدس میں حدیث پر
عمل کا دعوے دار ہو لیکن باطن میں جہالت، کم علمی، غرور اور اپنے آپ کو
سب سے افضل سمجھنے کی ذہنیت ہو۔

الافتخار مع السلام

سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين
والحمد لله رب العالمين